حج اور عمرہ کا طریقہ

تالیف

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ

مقصود الحسن فیضی

ناشر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	حج اور عمرہ کا طریقہ
تالیف	:	علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ
ترجمہ	:	مقصود الحسن فیضی
کمپوزنگ	:	ریاض الدین جمال الدین
سن اشاعت	:	۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱
رابطہ نمبر	:	00966-503161322
ای میل	:	
ناشر	:	

www.islamidawah.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الحمد نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذبالله من شرور انفسنا وسيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له، واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله.

امابعد! علامہ شام، محدث عصر اور مجدد وقت فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی ذات اہل علم کے نزدیک محتاج تعارف نہیں، علامہ مرحوم کی کتابیں کتاب وسنت اور اقوال سلف امت کی بہترین ترجمانی ہوتی ہیں، جس موضوع پر بھی علامہ مرحوم نے قلم اٹھایا ہے اس کا حق ادا کیا ہے ان کی جملہ تالیفات اپنے اپنے موضوع کی بہترین شاہکار ہیں حتی کہ اسلوب کے لحاظ سے بھی علامہ مرحوم کا انداز نرالا ہے، علامہ مرحوم کا زیرنظر رسالہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حجم چھوٹا ہونے کے باوجود اس میں وہ وہ معلومات جمع ہیں جو اس موضوع کی بڑی بڑی کتابوں میں دیکھنے میں نہیں آتیں بلکہ حق یہ ہے کہ یہ کتابچہ جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے حج وعمرہ سے متعلق ایک متن کی حیثیت رکھتا ہے، اور عام اور خاص ہر ایک کے لیے سفر حج میں ایک بہترین رہنما ہے۔ کاش کہ دعاۃ ومبلغین اسے سبقا سبقا پڑھاتے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ پڑھانے سے قبل علامہ مرحوم نے حاشیہ میں جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ علامہ مرحوم کو ہم تمام

لوگوں کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ **اللهم اغفر له وارحمه واجعله فوق كثير من الناس يوم القيامة.**

یہ کتابچہ اصل میں کچھ اضافات کے ساتھ علامہ مرحوم کی کتاب حجۃ النبی ﷺ کا رواہا جابر رضی اللہ عنہ کا انہیں کے قلم سے اختصار ہے۔ جس کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جس طرح کہ اس سے قبل اصل کتاب کا ترجمہ ناظرین کے سامنے پیش کرچکا ہوں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے میرے اور میرے والدین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

☆☆☆

حاجی کے لیے چند نصیحتیں

یہ چند نصیحتیں اور فائدے کے باتیں ہیں جو حج سے پہلے اپنے حاجی بھائیوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

اولاً: حاجی کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اپنی استطاعت بھر اس کوشش میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کسی کام کا مرتکب نہ ہو، اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِي الْحَجِّ" (البقرہ/۱۹۷)

"اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کر لے (احرام باندھ لے) وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتا رہے"۔

اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"من حج فلم يرفث ولم يفسق رجع من ذنوبه كيوم ولدته امه"۔(۱)

"جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش اور بے ہودہ بات نہیں کی اور نہ اللہ کی نافرمانی کی تو وہ اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے"۔

اس لیے کہ جس نے ایسا کیا اس کا حج "حج مبرور" ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة"۔(۲)

"حج مبرور کا بدلہ جنت ہی ہے"۔

۱۔ صحیح البخاری/۱۵۲۱، الحج و صحیح مسلم/۱۳۵، الحج بروایت ابو ہریرہ

۲۔ صحیح البخاری/۱۷۷۳، الحج و صحیح مسلم/۱۳۴۹، الحج بروایت ابو ہریرہ، دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ/۱۲۰۰، ارواء الغلیل/۷۹۹

لہذا چند ان باتوں پر تنبیہ ضروری ہے جن میں جہالت یا گمراہی کی وجہ سے لوگ مبتلا ہیں۔

الف۔ باری تعالیٰ کے ساتھ شرک: ہم نے بہت سے حاجیوں کو دیکھا کہ وہ شرک کے مرتکب ہو جاتے ہیں جیسے غیر اللہ سے فریاد طلبی، مردوں، انبیاء و صالحین سے مدد طلبی، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہیں پکارنا اور تعظیم کے طور پر ان کی قسمیں کھانا، چنانچہ اس طرح وہ اپنے حج کو برباد کر دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ"۔(الزمر/۶۵)

"اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا"۔

ب: بعض حاجیوں کا بطور زینت کے داڑھی چھلانا اس لیے کہ یہ بڑا گناہ ہے، اس میں شرعاً چار مخالفتیں ہیں جن کا ذکر اصل کتاب میں مذکور ہے۔

ج: مردوں کا سونے کی انگوٹھی پہننا اس لیے کہ یہ بھی حرام ہے خاص کر یہ انگوٹھی وہ ہے، جسے آج کل منگنی کی انگوٹھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ اس میں نصاریٰ سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

ثانیاً: ہر حاجی جو اپنے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) لے کر نہیں جا رہا ہے، (۳) اس پر واجب ہے کہ حج تمتع کی نیت کرے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے آخر میں صحابہ کو اسی کا حکم دیا تھا اور وہ صحابہ جو آپ کے اس حکم کی تعمیل پر متردد تھے کہ عمرے کو حج

۳۔ جیسا کہ آج کل عام حاجیوں کا طریقہ ہے کیوں کہ شاذ و نادر ہی کوئی شخص حل (میقات سے پہلے) سے اپنے ساتھ ہدی کا جانور لے کر جاتا ہے، جس طرح کہ نبی ﷺ نے کیا تھا، لہذا اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو اس پر کوئی نکیر نہیں البتہ جو شخص ہدی کا جانور ساتھ لے کر نہ آئے اور حج قران یا حج افراد کا احرام باندھے تو وہ نبی کریم ﷺ کے قول و فعل دونوں کی مخالفت کر رہا ہے، اگرچہ یہ لوگ (میری اس بات کو) ناپسند کریں جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ (صحیح مسلم ۲/۵۸، مسند احمد ۱/۲۷۸، ۳۴۲)

میں کیسے بدل دیں ان پر آپ ناراض ہوئے، نیز آپ نے فرمایا:

''دخلت العمره فی الحج الی یوم القیامة''.

''اب قیامت تک کے لیے عمرہ حج کا ایک حصہ بن گیا''۔

نیز جب بعض صحابہ نے آپ سے سوال کیا کہ کیا ہمارا یہ تمتع صرف اس سال کے لیے خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ تو آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا اور فرمایا:

''دخلت العمره فی الحج الی یوم القیامة، لابل لأبد أبد، لا بل لأبد أبد''. (۴)

''اب قیامت تک کے لیے عمرہ حج کا ایک حصہ بن گیا، نہیں! ہمیشہ ہمیش کے لیے نہیں ہمیشہ ہمیش کے لیے''۔

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے سیدہ فاطمہ اور اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن جمیعا کو حج کے ساتھ احرام باندھے ہوئے عمرے کے بعد حلال ہونے کا حکم دے دیا تھا، یہ وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے۔

جس نے بیت اللہ کا طواف کرلیا وہ حلال ہوگیا، تمہارے نبی کی سنت یہی ہے اگر چہ تم لوگ ناپسند کرو، (۵)

۴۔ دیکھئے صحیح ابوداوٗد/ ۱۵۶۸، ۱۵۷۱

۵۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس کی دلیل یہ فرمان نبوی ہے:''ان الله قد ادخل فی حجکم هذا عمره، فاذا قد متم فمن تطوف بالبیت وبین الصفا والمروة فقد حل الا من کان معه هدی''. (صحیح سنن ابی داوٗد/۳، ۱۵۷، ۱۵۸۰

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس حج میں عمرہ میں داخل کردیا ہے لہذا جب تم مکہ پہنچ جاؤ لہذا جو شخص بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرلے تو وہ حلال ہوگا سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ ہدی کا جانور ہے''۔

اس لیے ہر شخص پر واجب ہے کہ جو اپنے ساتھ ہدی کا جانور لے کر نہیں جا رہا ہے وہ حج کے تینوں مہینوں میں اولا عمرے کا احرام باندھے، اور جو شخص حج افراد یا قران کا احرام باندھ رہا ہے پھر فسخ کرنے کا حکم نبوی اسے پہنچ رہا ہے تو چاہیے کہ اس حکم پر عمل کرنے میں جلدی سے کام لے اور مکہ پہنچ کر اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد ہی کیوں نہ ہو، حلال ہوجائے، اور آٹھویں ذی الحجہ یعنی یوم الترویہ کو دوبارہ حج کا احرام باندھے، ''یاایها الذین آمنوا استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم''۔(۶)

''اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالاؤ، جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں''۔

ثالثا: عرفہ سے قبل والی شب کو منی میں شب باشی چھوڑنے سے بچیں، اس لیے کہ یہ واجب ہے، نبی کریم ﷺ نے اس پر عمل کیا ہے اور اپنے اس فرمان میں لوگوں کو حکم بھی دیا ہے: ''خذوا عنی مناسککم''۔ ''مجھ سے اپنے حج کا طریقہ سیکھ لو''۔ نیز نماز فجر پڑھنے تک مزدلفہ میں بھی رات گزارو، اگر کسی وجہ سے رات نہ گزار سکو تو وہاں نماز فجر پڑھنا چھوٹنے نہ پائے اس لیے کہ وہاں نماز فجر پڑھنا شب باشی سے زیادہ واجب ہے، بلکہ محققین علماء کے قول کے مطابق یہ حج کا رکن ہے، سوائے عورتوں اور کمزور لوگوں کے کہ آدھی رات کے بعد ان کے لیے مزدلفہ سے رخصت ہونا جائز ہے، جیسا کہ اس کا ذکر آیا ہے۔

رابعا: جہاں تک ہو سکے مسجد حرام میں نمازی کے سامنے سے گزرنے سے بچو، چہ جائیکہ دوسری مسجدیں وغیرہ ہوں، اس لیے کہ فرمان نبوی ہے۔

۶۔ یہ حکم حضرت عمر وغیرہ سے مروی اس امر کے مخالف نہیں ہے کہ وہ حج افراد کو افضل سمجھتے تھے، اس کی وضاحت ہم نے اصل کتاب میں کردی ہے۔ نیز ضرور دیکھئے مجموع فتاویٰ ابن ج/۲۶

"لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیه لکان ان یقف اربعین خیرا له من ان یمر بین یدیه". (۷)

"نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر یہ جان جان لے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس تک کھڑے رہنے کو نمازی کے آگے سے گزرنے سے اپنے لیے بہتر سمجھے گا"۔

چنانچہ یہ دلیل عام ہے جو ہر نماز اور ہر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو شامل ہے اور مسجد حرام میں گزرنے کی استثنا سے متعلق حدیث صحیح نہیں ہے، نیز تمہارے اوپر واجب ہے کہ مسجد حرام اور دیگر مسجدوں میں سترہ بنا کر نماز پڑھو اس لیے کہ اس سلسلے میں وارد حدیثیں عام ہیں اور مسجد حرام میں سترہ سے متعلق بعض صحابہ سے خاص آثار بھی وارد ہیں جو اصل کتاب میں مذکور ہیں۔

خامسا: علماء وفضلاء حضرات پر واجب ہے کہ جہاں کہیں بھی حاجیوں سے ملیں انہیں حج کا طریقہ کتاب وسنت کے مطابق سکھلائیں نیز یہ کام انہیں توحید کی دعوت سے غافل نہ کردے اس لیے کہ توحید ہی اسلام کی بنیاد ہے، اسی مقصد کے لیے رسولوں کی بعثت ہوئی اور کتابیں نازل کی گئیں ہیں۔ اس لیے کہ جن لوگوں سے ہماری ملاقات ہوئی ہے ان میں وہ حضرات بھی تھے جنہیں اہل علم سمجھا جاتا ہے لیکن ان میں کی اکثریت ہمیں ایسی ملی ہے جو توحید وصفات الٰہی کی حقیقت سے بالکل ناآشنا تھے۔ اسی طرح وہ اس سلسلے میں بھی مکمل غفلت میں پڑے ہیں کہ مذہب میں اختلاف اور کثرت جماعت کے باوجود ضروری ہے کہ مسلمان کتاب وسنت کی بنیاد پر اکٹھا ہوں اور ایک ہی صف میں کھڑے ہو جائیں، عقائد واحکام کا معاملہ ہو، معاملات واخلاق

۷۔ صحیح البخاری ۵۱۰، وصحیح مسلم/ ۵۰۷

کی باتیں ہو، سیاست واقتصاد کا مسئلہ ہو یا زندگی کے کسی میدان کی بات ہو سب کتاب وسنت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اور یاد رکھیں کہ جو بھی آواز اٹھے گی اور اصلاح کی جو بھی کوشش ہو اگر اس اصل عظیم اور صراط مستقیم سے الگ ہٹ کر کی جائے گی تو اس کے نتیجے میں مسلمان اختلاف وکمزوری، ذلت ورسوائی کا ہی پھل پائیں گے۔ موجودہ حالات اس کے سب سے بڑے گواہ ہیں۔ **واللہ المستعان**

وقت ضرورت عمدہ طریقے سے بحث وجدال میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ حج میں جس جدال سے روکا گیا ہے وہ جدال بالباطل ہے جو حج کے علاوہ اور دنوں میں بھی ممنوع ہے جس طرح کہ حج کے دوران فسق سے بھی روکا گیا ہے، چنانچہ یہ جدال وہ جدال نہیں ہے جس کا حکم اس فرمان الٰہی میں ہے کہ **"وجادلهم بالتی هی احسن"**، (النحل/ ۱۲۵) "اور احسن طریقے سے ان سے جدال کرو"۔

باوجود اس کے یہ بات داعی کے ملاحظہ میں رہنی چاہیے کہ جب اس کے سامنے واضح ہو جائے کہ مخالف کے مذہبی تعصب یا اپنی رائے پر اڑے رہنے کی صورت میں جدال سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور ممکن ہے کہ اگر جدال بڑھتا گیا تو اس پر بعض ناجائز اثرات مرتب ہوں گے، تو بہتر یہی ہے کہ اس صورت میں جدال بند کردے اس لیے کہ ارشاد نبوی ہے:

"انا زعیم ببیت فی ربض الجنة لمن ترک المراء وان کان محقا". (۸)

میں جنت کے اطراف میں اس شخص کے لیے ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو حق رہنے کے باوجود بحث وجدال کو چھوڑ دے"۔

۸۔ دیکھئے صحیح الجامع الصغیر/ ۱۴۷۷، یہ حدیث صحیح ہے

کوئی حرج، کوئی حرج

داعی کو چاہیے کہ لوگوں میں عمومی طور پر اور حاجیوں کے بارے میں خصوصی طور پر آسانی کو مدنظر رکھے، اس لیے کہ یہ معلوم خاص و عام ہے کہ آسانی ونرمی آسان شریعت کا ایک اہم اصول ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی نص نہ ہو، البتہ جہاں نص آجائے وہاں رائے وقیاس سے آسانی پیدا کرنا جائز نہیں ہے، یہی وہ درمیانی مبنی برانصاف موقف ہے جس کا التزام ہر داعی کو کرنا چاہیے، اس کے بعد لوگوں کے اعتراض اور یہ کہنے کا کوئی اعتبار نہیں کہ اس نے سختی کی، اس نے آسانی سے کام لیا۔

یہاں بعض ایسے جائز کام ہیں جس کے کرنے میں ہر حاجیوں کو حرج محسوس ہوتا ہے جس کی وجہ بعض اہل علم کے وہ فتاوے ہیں جو اس ذکر کردہ اصول کے خلاف ہیں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس پر متنبہ کر دیں۔

۱۔ غسل کرنا: (احتلام کے بغیر بھی) خواہ سر کو رگڑ کر ہو، اس لیے کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے۔(۹)

۲۔ سر کھجلانا: اگرچہ اس کی وجہ سے کچھ بال گر جائیں، اس کی دلیل وہی حضرت ابوایوب انصاری کی حدیث ہے جس کی طرف ابھی میں نے اشارہ کیا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

۳۔ حجامت: (پچھنا لگوانا) خواہ حجامت کی جگہ کا بال چھلانا پڑے، اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حالت احرام میں اپنے سر کے درمیان میں پچھنا لگوایا تھا۔ اور ایسا بلا بال چھلائے ممکن نہیں ہے، امام ابن تیمیہ کا بھی یہی قول ہے، حنابلہ بھی اسی کے قائل ہیں البتہ انہوں نے اس پر فدیہ کو واجب کیا ہے، حالانکہ فدیہ کے وجوب پر کوئی

۹۔ دیکھئے ارواء الغلیل/۱۰۱۹، وصحیح ابوداؤد/۱۶۱۳

دلیل نہیں ہے اور نبی ﷺ کا پچھنا لگوانا اس کی تردید کر رہا ہے، اس لیے کہ اگر آپ ﷺ نے فدیہ دیا ہوتا تو راوی ضرور نقل کیے ہوتے، چنانچہ صرف آپ کے حجامت لگوانے کا ذکر کرنا اور فدیہ کا ذکر نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ فدیہ نہیں دیا گیا تھا، لہٰذا صحیح قول امام ابن تیمیہ کا ہے۔

۴۔ خوشبو سونگھنا اور ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑ کر پھینک دینا، اس سلسلے میں متعدد آثار سلف سے مروی ہیں جنہیں اصل کتاب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

۵۔ خیمہ یا اوپر تانے ہوئے کسی کپڑے سے سایہ حاصل کرنا اس لیے کہ نبی ﷺ سے ایسا ثابت ہے، اسی حکم میں پرانے زمانے کا ہودج اور عصر حاضر کی چھتریاں اور گاڑیاں بھی ہیں، اس امر پر فدیہ واجب کرنا بلا دلیل تشدد برتنا ہے بلکہ سنت سے ثابت خیمہ کے سائے اور ہودج اور اس کے ہم معنی چیزوں کے سایے میں صحیح قیاس سے کوئی فرق واضح نہیں ہوتا۔ امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت اس معنی میں مروی ہے۔ (۱۰) لہٰذا بعض جماعتوں کا گاڑی کی چھتوں کو نکال دینا دین میں ایسی سختی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔

۶۔ تہبند پر پٹکا یا بیلٹ باندھنا، وقت حاجت اس میں گرہ لگانا اور جیسا کہ بعض آثار سے ثابت ہے، انگوٹھی پہننا، اسی طرح ہاتھ میں گھڑی پہننا، چشمہ لگانا، اور پیسوں کی تھیلی گلے میں لٹکانا، یہ تمام چیزیں اس مذکورہ قاعدے کے ضمن میں آتی ہیں، ساتھ ہی ساتھ بعض کی تائید مرفوع حدیث سے اور بعض کی موقوف آثار سے ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ”**یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر**“. اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ سختی نہیں چاہتا ہے۔ **والحمد لله رب العالمین.**

۱۰۔ منار السبیل ج/۱/۲۴۶

احرام سے قبل

۱۔ حج یا صرف عمرے کا عزم کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ احرام کے لیے غسل کرے، خواہ وہ حیض اور نفاس والی عورت ہی ہو۔

۲۔ پھر آدمی کے اعضاء کے مطابق سلے گئے لباس کے علاوہ جسے فقہاء سلا ہوا کپڑا کہتے ہیں، مرد جو لباس چاہے پہن لے چنانچہ تہبند، چادر یا اسی قسم کا کوئی اور لباس پہنے اور نعل (جوتا یا چپل) پہنے، نعل ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو پیر کی حفاظت کے لیے پہنی جاتی ہے بشرطیکہ اس سے ٹخنے کھلے ہوں۔

۳۔ ٹوپی، عمامہ اور اس قسم کی ہر وہ چیز جو سر کو لگ کر اسے چھپاتی ہو نہ پہنے، یہ حکم مرد کے لیے خاص ہے، البتہ عورت اپنا کوئی بھی جائز لباس نہ اتارے گی، ہاں اپنے چہرے پر نقاب، برقع نہ پہنے گی نہ ناک اور منہ پر کپڑا اڈالے گی، نہ رومال سے اپنا چہرہ چھپائے گی، اور نہ ہی دستانہ پہنے گی۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”لا يلبس المحرم القميص، ولا العمامة، ولا البرنس، ولا السراويل، ولا ثوبا مسه ورس ولا زعفران، ولا الخفين، الا ان لا يجد نعلين (فليلبس الخفين)“

”محرم (احرام باندھنے والا) نہ قمیص پہنے گا نہ عمامہ باندھے گا، نہ برنس (وہ کرتا جو ٹوپی کے ساتھ ہوتا ہے) پہنے گا نہ پائجامہ پہنے گا، نہ کوئی ایسا کپڑا پہنے گا جو ورس و زعفران میں رنگا ہو اور نہ ہی چرمی موزہ پہنے گا الا یہ کہ جوتا میسر نہ آئے تو موزہ

پہن لے۔(۱۱)

اور مزید فرمایا: احرام والی عورت نہ نقاب پہنے اور نہ ہی دستانہ استعمال کرے۔(۱۲)

صحیح مذہب کے مطابق عورت کے لیے جائز ہے کہ اپنے چہرے کو دوپٹہ یا چادر سے چھپا لے اس طرح کہ کپڑا سر پر رکھ کر اس کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر لٹکا لے، اگرچہ کپڑا چہرے سے مس کر رہا ہو، لیکن اسے باندھے نہیں، جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا۔

۴۔ اس (حاجی) کے لیے جائز ہے کہ میقات سے قبل ہی احرام کا کپڑا پہن لے خواہ اپنے گھر ہی سے کیوں نہ ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے کیا تھا، اس میں ان لوگوں کے لیے آسانی ہے جو بذریعہ ہوائی جہاز حج کرتے ہیں اور میقات پر احرام کا کپڑا پہننا ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ لہذا ان کے لیے جائز ہے کہ احرام کے کپڑے پہن کر جہاز میں سوار ہوں البتہ احرام کی نیت وہ میقات سے کچھ پہلے کریں گے تاکہ بغیر احرام باندھے وہ میقات سے تجاوز نہ کر جائیں۔

۵۔ مرد کے لیے جائز ہے کہ اپنے بدن پر کوئی بھی ایسی خوشبو لگا سکتا ہے جس میں مہک ہو اور رنگ نہ ہو البتہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ تو ہو اور اس میں مہک نہ ہو، واضح رہے کہ یہ سب کام میقات پر احرام کی نیت کرنے سے قبل ہوں گے، البتہ احرام کے بعد ناجائز ہے۔

۱۱۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی حج والی کتاب میں لکھتے ہیں، موزے کو ٹخنے کے نیچے کاٹنا ضروری نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ابتداء میں تو اس کا حکم دیا تھا پھر میدان عرفات میں جس کے پاس ازار نہ ہو اسے پائجامہ پہننے اور جس کے پاس جوتا نہ ہو اسے موزہ پہننے کی اجازت دے دی تھی، اہل علم کا صحیح قول یہی ہے۔

۱۲۔ صحیح البخاری و صحیح مسلم دیکھئے صحیح سنن ابی داود/۱۶۰۰۔

احرام اور نیت احرام

۶۔ جب میقات آجائے تو حاجی پر احرام باندھنا واجب ہے، اس کے لیے وہی قصد وارادہ کافی نہیں ہے جو اس کے دل میں پہلے سے ہے اس لیے کہ ارادہ تو شہر سے نکلنے کے ساتھ ہی سے دل میں موجود ہے بلکہ ضروری ہے کہ (میقات پر) کوئی ایسا قول و فعل اس سے صادر ہو جس سے وہ محرم بن جائے۔ چنانچہ احرام کے ارادے سے اگر تلبیہ پڑھ لے تو متفقہ طور پر اس کا احرام منعقد ہو گیا۔

۷۔ تلبیہ سے قبل اپنی زبان سے کوئی بھی لفظ ادا نہ کرے جیسے لوگوں کا یہ کہنا کہ: "اللھم انی ارید الحج او العمرة فیسره لی وتقبله منی"۔ اس لیے کہ ایسا کہنا نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ یہ بعینہ اس طرح ہے جیسے زبان سے طہارت، نماز اور روزہ کی نیت کی جائے۔ یہ تمام چیزیں نو ایجاد ہیں اور آپ ﷺ کا یہ فرمان سب کو معلوم ہے کہ "فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار"۔

"اس لیے کہ ہر نو ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جانے کا سبب ہے"۔

میقات

۸۔ میقات پانچ ہیں، (۱) ذوالحلیفہ (۲) الجحفہ (۳) قرن المنازل (۴) یلملم (۵) ذات عرق۔ یہ میقات ان مقامات کے رہنے والوں کے لیے ہیں اور ان مقامات کے لوگوں کے لیے بھی ہیں جو یہاں سے گزریں اور حج وعمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں، اور جس کا گھر ان مقامات کے بعد (مکہ کی طرف) ہے وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں گے۔ حتی کہ اہلِ مکہ مکہ سے احرام باندھیں۔

ذوالحلیفہ: اہل مدینہ کی میقات ہے، یہ مدینہ منورہ سے چھ سات میل کی دوری پر ہے، یہ مکہ مکرمہ سے سب سے زیادہ دور کی میقات ہے، راستوں کے فرق سے اس کے اور مکہ کے درمیان کم زیادہ دس منزلیں ہیں کیونکہ جیسا کہ شیخ الاسلام نے فرمایا: یہاں سے مکہ مکرمہ کے لیے کئی راستے نکلتے ہیں، اسے وادی عتیق سے موسوم کرتے ہیں اور یہاں جو مسجد ہے اسے مسجد شجرہ کا نام دیا جاتا ہے۔ یہاں ایک کنواں ہے جسے جاہل عوام بئر علی (چاہ علی) کا نام دیتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس جگہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنوں سے لڑائی کی تھی حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے۔

الجحفہ: یہ ایک گاؤں ہے اس کے اور مکہ مکرمہ کے درمیان کی مسافت تین منزل ہے، یہ اہل شام ومصر کی میقات ہے اور اہل مدینہ اگر دوسرے راستے سے ہوتے ہوئے اس میقات پر سے گزریں تو ان کی میقات بھی یہی ہے۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "مغرب کی طرف سے حج کرنے والوں جیسے شام، مصر اور دیگر تمام مغربی علاقے کے لوگوں کی میقات یہی ہے، یہ گاؤں آج کل ویران ہے اس لیے لوگ اس سے کچھ پہلے رابغ نامی جگہ سے احرام باندھتے ہیں۔

قرن المنازل: اسے قرن الثعالب بھی کہتے ہیں (آج اسے السیل الکبیر کہتے ہیں) مکہ کی طرف ایک دن رات کی مسافت پر ہے یہ اہل نجد کی میقات ہے۔

یلملم: مکہ مکرمہ سے دو رات کی مسافت پر تیس میل کی دوری پر ایک جگہ ہے یہ اہل یمن کی میقات ہے۔

ذات عرق: صحرائی علاقہ میں ایک جگہ ہے جو جگہ نجد وتہامہ کے درمیان حد فاصل ہے، اس کے اور مکہ مکرمہ کے درمیان بیالیس میل کا فاصلہ ہے۔ یہ اہل عراق کی میقات ہے۔

آپ ﷺ کا تمتع کا حکم دینا

۹۔ جب حاجی احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو اگر اپنے ساتھ ہدی کا جانور لے جا رہا ہے اور قران کی نیت کر رہا ہے تو کہے کہ "**لبیک اللھم بحجة وعمرة**".اور اگر ساتھ میں ہدی کا جانور نہیں ہے اور یہی افضل بھی ہے تو ضروری ہے کہ یہ کہتے ہوئے صرف عمرے کا احرام باندھے "**لبیک اللھم عمرة**"اور اگر اس سے قبل صرف حج کا احرام باندھ لیا ہے تو اسے عمرے کے احرام میں تبدیل کر دے، اس لے کہ نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے، آپ کا فرمان ہے:

"**دخلت العمرة فی الحج الی یوم القیامة وشبک** ﷺ **بین اصابعه**".

"اب قیامت تک کے لیے عمرہ اس طرح حج کا حصہ بن گیا، یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا"۔

نیز آپ کا فرمان ہے:

"**یا آل محمد من حج منکم فلیھل بعمرة فی حجة**".(۱۳)

"اے آل محمد تم میں سے جو شخص حج کا ارادہ کرے وہ حج کے ساتھ عمرے کا بھی احرام باندھے"۔ اور یہی تمتع ہے۔

۱۰۔ شرط لگانا: اگر مرض یا خوف جیسے عارضے کا ڈر ہو اور حاجی چاہے تو تلبیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شرط کر لے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی ہے۔یعنی اس طرح کہے کہ :

۱۳۔ دیکھئے الصحیحہ /۲۴۶۹

"**اللھم محلی حیث حبستنی**".(۱۴)

"اے اللہ تعالیٰ جہاں آپ ہمیں روک دیں گے وہیں میں حلال ہو جاؤں گا اس لیے کہ اگر اس نے ایسا کیا اور کوئی رکاوٹ پیش آ گئی یا بیمار ہو گیا تو اس کے لیے جائز ہے کہ اپنے حج وعمرے سے حلال ہو جائے، نہ اس پر دم واجب ہوگا اور نہ ہی آئندہ سال حج کرنا الا یہ کہ یہ حج اسلام یعنی فرض حج ہو تو اس کی قضا ضروری ہے۔

۱۱۔ احرام کے لیے کوئی مخصوص نماز نہیں ہے لیکن اگر احرام سے قبل کسی نماز کا وقت ہے تو وہ نماز پڑھے اور اس کے بعد احرام باندھ لے، رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہی تھا چنانچہ آپ نے ظہر کی نماز کے بعد احرام باندھا تھا۔

وادی عقیق میں نماز

۱۲۔ لیکن جس کی میقات ذوالحلیفہ (ابیار علی) ہو اس کے لیے وہاں نماز پڑھنا مستحب ہے، خاص احرام کے لیے نہیں بلکہ اس جگہ کی خصوصیت اور برکت کی وجہ سے، چنانچہ امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے وادی عقیق میں رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے:"**اتانی اللیلة آت من ربی فقال: صل فی ھذا الوادی المبارک وقل: عمرة فی (وفی روایة:عمرة و) حجة**".

"آج رات میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک شخص آیا (یعنی مجھے خواب آیا) اور کہا، اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو" **عمرة فی حجة**".

نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

۱۴۔ صحیح البخاری وصحیح مسلم، صحیح ابی داود/ ۱۵۵۷

آپ ﷺ ذوالحلیفہ کی وادی میں سو رہے تھے، آپ کو خواب میں دکھلایا گیا کہ آپ اس وقت بطحائے مبارک میں ہیں۔(١٥)

تلبیہ پڑھنا اور بلند آواز سے پڑھنا

١٣۔ پھر کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف متوجہ ہو پھر جیسا کہ گزرا عمرہ یا حج دونوں کا تلبیہ پڑھے اور مزید یہ بھی کہے:

"اللهم هذه حجة لا رياء فيها ولا سمعة".(١٦)

"اے اللہ تعالیٰ یہ حج (تیری رضا کے لیے) ہے اسے ریاء ونمود کے لیے نہ بنا"۔

١٤۔ اور نبی کریم ﷺ سے وارد تلبیہ پڑھے۔

الف: **لبيك اللهم لبيك، لبيك لاشريك لك لبيك، ان الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك.**

ب: آپ ﷺ سے وارد ایک تلبیہ یہ بھی ہے۔ **لبيك اله الحق.**

١٥۔ نبی کریم ﷺ سے وارد تلبیہ کا التزام ہی افضل ہے یہ الگ بات ہے کہ اس پر کچھ اضافہ بھی کرنا جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ سے وارد تلبیہ پر درج ذیل الفاظ کا اضافہ کرتے رہے اور آپ نے اسے باقی رکھا۔ (رد نہ کیا) **"لبيك ذالمعارج لبيك ذالفواضل"**، نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس پر درج ذیل

١٥۔ صحیح ابی داؤد/١٥٧٩، نیز مختصر صحیح البخاری/٧٣١، ٧٣٢)
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ مدینہ منورہ کی طرح وادی عتیق کی بھی فضیلت ہے اور اس میں نماز پڑھنا بھی افضل ہے۔ (الفتح ٣/٣١١
١٦۔ صحیح البخاری میں یہ حدیث معلقا اور سنن کبریٰ بیہقی میں موصولا صحیح سند سے مروی ہے، الضیاء المقدسی نے اسے المختارہ میں بسند صحیح روایت کیا ہے

جملوں کا اضافہ کرتے تھے۔ **"لبيك وسعديك، والخير بيديك والرغباء اليك والعمل".(١٧)**

١٦۔ تلبیہ پڑھنے والے کو حکم ہے کہ تلبیہ پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرے، نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ **"اتاني جبريل فأمرني أن آمر أصحابي ومن معي ان يرفعوا اَصواتهم بالتلبية"۔(١٨)**

"میرے پاس جبریل آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ اور ساتھیوں کو حکم دوں کہ تلبیہ پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کریں"۔ نیز آپ نے فرمایا: **"افضل الحج العج والثج".(١٩)**

سب سے افضل حج وہ ہے جس میں تلبیہ پڑھتے ہوئے آواز بلند کی جائے اور زیادہ خون بہایا جائے یعنی قربانی وہدی کے جانور ذبح کیے جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ حج کے موقعہ پر تلبیہ پڑھتے ہوئے چیختے تھے، ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ احرام باندھتے اور ابھی مقام روحاء تک نہ پہنچتے کہ (زور زور سے تلبیہ پڑھنے کی وجہ سے) ان کی آواز پھٹ جاتی۔(٢٠)

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے: **"كأني أنظر الى موسى هابطا من الثنية له جؤار الى الله تعالىٰ بالتلبية".(٢١)**

١٧۔ صحیح البخاری وصحیح مسلم، دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد/١٥٩٠
١٨۔ اس حدیث کو اصحاب السنن وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ دیکھیے صحیح ابی داؤد/١٩٥٢
١٩۔ یہ حدیث حسن ہے، دیکھیے صحیح الجامع الصغیر/١١١٢
٢٠۔ سنن سعید بن منصور، (المحلی ٧/٩٤) اس کی سند جید ہے۔ نیز ابن ابی شیبہ میں بسند صحیح حضرت مطلب بن عبداللہ سے بھی ایسا مروی ہے، لیکن یہ مرسل روایت ہے۔
٢١۔ صحیح مسلم، دیکھیے الصحیحہ/٢٠٢٣

’’گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں اس ٹیلے سے اتر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہوئے بلند آواز سے تلبیہ پکار رہے ہیں۔

۱۷۔ تلبیہ پڑھنے میں عورتوں کا حکم مردوں جیسا ہے اس لیے کہ ماسبق دونوں حدیثوں کے عموم سے یہی پتا چلتا ہے۔لہٰذا اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو وہ اپنی آواز کو بلند کریں گی اور اس لیے بھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی آواز کو اس قدر بلند کرتی تھیں کہ مرد سن لیتے تھے چنانچہ ابوعطیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ معلوم ہے، پھر میں نے سنا کہ وہ ان الفاظ پر تلبیہ پڑھ رہی تھیں۔ ’’**لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد و النعمة لک و الملک، لا شریک لک**‘‘۔(۲۲)

قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ’’لیلة النفر‘‘ (حج سے روانی والی شب) کو باہر نکلے تو تلبیہ پڑھنے کی آواز سنی پوچھا یہ کیا ہے؟ بتلایا گیا: ام المومنین عائشہ ہیں جو تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کر رہی ہیں، پھر جب اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر مجھ سے پوچھتے تو میں بتلا دیتی۔(۲۳)

۱۸۔ حاجی تلبیہ برابر پڑھتا رہے کیونکہ یہ حج کا شعار ہے، (حج کی پہچان ہے) (۲۴) اور اس لیے بھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ پڑھتا

۲۲۔ صحیح البخاری/ ۷۳۸، ابوداؤد والطیالسی/ ۱۵۱۳، احمد ۶/ ۳۲، ۱۰۰، ۱۸۰، ۲۴۳
۲۳۔ ابن ابی شیبہ، المحلی ۷/ ۹۴-۳۰، اس کی سند صحیح ہے، نیز شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے مناسک میں لکھتے ہیں: عورت اتنی آواز بلند کرے گی کہ اس کے ساتھ کی عورتیں سن لیں اور ان کے لیے مختلف حالات میں بکثرت تلبیہ پڑھنا مستحب ہے۔
۲۴۔ یہ ایک صحیح حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں ہے کہ حضرت جبریل نے مجھے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا: اس لیے کہ یہ حج کا نشان ہے، دیکھئے الصحیحہ / ۸۲۸

ہے تو اس کے دائیں اور اس کے بائیں جو بھی درخت اور پتھر ہیں تلبیہ پڑھنے لگتے ہیں حتیٰ کہ یہاں وہاں یعنی دائیں بائیں سے زمین کے آخر تک پہنچ جاتی ہے۔(۲۵)

اور خاص کر جب کسی اونچی جگہ چڑھے یا کسی وادی میں اتر رہا ہو تو جیسا کہ ابھی جلد ہی حدیث گزری۔(جب کہ الفاظ ہیں) ’’گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں ٹیلے سے اتر رہے ہیں اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں یعنی دعا کر رہے ہیں‘‘۔اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ’’گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ جب وہ وادی میں اتر رہے ہیں تو تلبیہ پڑھ رہے ہیں‘‘۔(۲۶)

۱۹۔ یہ بھی جائز ہے کہ تلبیہ پڑھتے ہوئے ’’**الله اکبر**‘‘ اور ’’**لا الـه الا الله**‘‘ بھی ساتھ ملا لے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ (حج کے لیے) نکلا جمرۂ عقبہ کو رمی کرنے تک آپ نے تلبیہ پڑھنا نہیں چھوڑا الا یہ کہ کبھی کبھار تلبیہ کے ساتھ تکبیر وتہلیل کو بھی ملا لیتے تھے۔(۲۷)

۲۰۔ جب حرم کے حدود میں پہنچ جائے اور مکہ مکرمہ کے مکانات نظر آنے لگیں تو تلبیہ پڑھنا بند کر دے۔(۲۸)

تا کہ اب اس کے علاوہ درج ذیل کاموں کے لیے فارغ ہو جائے۔

۲۵۔ صحیح ابن خزیمہ، سنن البیہقی، بسند صحیح، جیسا کہ الترغیب والترہیب کی تخریج ہے، ۲/ ۱۱۸
۲۶۔ صحیح البخاری، دیکھئے مختصر صحیح البخاری ۲/ ۴۱۱
حافظ ابن حجر اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ وادی میں اترتے ہوئے تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا نبیوں کی سنت ہے اور یہ کہ جس طرح اونچی جگہ چڑھتے ہوئے تلبیہ پڑھنے کا تاکیدی حکم ہے اسی طرح اوپر سے نیچے اترتے ہوئے بھی۔
۲۷۔ مسند احمد ۱/ ۴۱۷، بسند صحیح، اس حدیث کو امام حاکم اور ذہبی نے بھی صحیح کہا ہے۔
۲۸۔ صحیح البخاری، مختصر صحیح البخاری / ۷۴۸، سنن الکبریٰ للبیہقی

مکہ مکرمہ میں داخلہ کے لیے غسل

۲۱۔ جسے میسر آئے وہ نبی کریم ﷺ کی پیروی میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کرلے اور مکہ مکرمہ میں دن کے وقت داخل ہو۔(۲۹)

۲۲۔ اور چاہیے کہ مکہ مکرمہ کی بالائی جانب سے داخل ہو جہاں آج باب المعلا ہے جو مقبرہ کی جانب ہے اس لیے کہ نبی ﷺ ثنیہ علیا یعنی ثنیہ کداء کی طرف سے داخل ہوئے تھے۔(۳۰)

اور مسجد میں باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے تھے، اس لیے کہ حجر اسود تک پہنچنے کا یہ سب سے قریبی راستہ ہے۔

۲۳۔ حاجی کے لیے جائز ہے کہ وہ مکہ مکرمہ جس راستے بھی چاہے داخل ہو اس لیے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”کل فجاج مکۃ طریق ومنحر“۔

”مکہ مکرمہ کی ہر کشادہ جگہ راستہ اور قربانی کی جگہ ہے“۔

ایک اور حدیث میں ہے:

”مکہ کلہا طریق یدخل من ھھنا ویخرج من ھھنا“۔

”مکہ مکرمہ پورا کا پورا راستہ ہے یہاں سے داخل اور وہاں سے نکل جائے“۔

۲۴۔ پھر جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوں تو اپنا دایاں قدم آگے بڑھانا نہ بھولیں۔(۳۱) اور یہ دعا پڑھیں:

۲۹۔ صحیح البخاری/۷۷۹، مختصرہ، صحیح ابی داؤد/۱۶۳۰

۳۰۔ صحیح البخاری/۳۴۹، مختصرہ، صحیح ابی داؤد/۱۳۲۹

۳۱۔ اس بارے میں ایک حسن حدیث وارد ہے جو الصحیحہ /۲۴۷۸ میں موجود ہے۔

”اللھم صل علی محمد وسلم اللھم افتح لی ابواب رحمتک“. (۳۲)

یا یہ دعا پڑھیں:

”اعوذ باللہ العظیم وبوجھہ الکریم وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم“.(۳۳)

۲۵۔ پھر جب کعبہ نظر آئے تو اگر چاہے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھائے، اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا کرنا ثابت ہے۔(۳۴)

۲۶۔ اس مقام پر نبی کریم ﷺ سے کوئی خاص دعا ثابت نہیں ہے لہذا جو میسر آئے وہ دعا پڑھے اور اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت دعا پڑھے تو بہتر ہے۔ ”اللھم انت السلام ومنک السلام فحینا ربنا بالسلام“ ۔اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ دعا ثابت ہے۔(۳۵)

۳۲۔ دیکھئے الکلم الطیب لابن تیمیہ/۲۵۱-۲۵۲

۳۳۔ الکلم الطیب لابن تیمیہ/۵۱-۵۲

۳۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ، بسند صحیح دوسری کتابوں میں یہ حدیث مرفوعا بھی مروی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے جیسا کہ الضعیفہ /۱۰۵۴ میں اس کا بیان موجود ہے۔

۳۵۔ سنن کبری للبیہقی ج ۵/۷۳ میں بسند حسن حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ سے ایک بات سنی ہے جس کا سننے والا اب میرے علاوہ کوئی باقی نہیں رہ گیا ہے۔ میں نے سنا کہ جب آپ نے بیت اللہ کو دیکھا تو کہا۔ پھر مذکورہ دعا ذکر کی۔ نیز ایک دوسری سند سے اور وہ سند بھی حسن ہے حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ وہ خود بھی یہ دعا پڑھا کرتے تھے، (دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۹۷

طواف قدوم

۲۷۔ پھر حجر اسود کی طرف بڑھے اور اس کا مکمل استقبال کر کے "الله اکبر" کہے، اور "الله اکبر" سے قبل "بسم الله" کہنا بھی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً ثابت ہے اور جس نے اسے مرفوعاً نقل کیا ہے ان سے بھول ہوئی ہے۔

۲۸۔ پھر ہاتھ سے اسے چھوئے، منہ سے بوسہ لے، اور اس پر سجدہ بھی کرے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے اس پر سجدہ کیا ہے۔(۳۶)

۲۹۔ اگر حجر اسود کو بوسہ لینا ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے چھو کر اسے چوم لے۔

۳۰۔ پھر اگر ہاتھ سے استلام (چھونا) بھی ممکن نہ ہو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرے۔

۳۱۔ یہی عمل ہر چکر میں ہونا چاہیے۔

۳۲۔ اور وہاں بھیڑ نہ لگائے (یا دھکا مکی نہ کرے) اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"یا عمر! انک رجل قوی، کلا تؤذ الضعیف، واذا أردت استلام الحجر، فان خلالک فاستلمه، والا فاستقبله وکبر".(۳۷)

"اے عمر! تم طاقتور شخص ہو لہذا حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے کسی کمزور کو

۳۶۔ کتاب المناسک والزیارات کے حاشیہ میں بعض افاضل کا یہ لکھنا کہ سجدہ کرنا نبی ﷺ سے منقول نہیں ہے یہ ان کا وہم ہے اس کی تحقیق میں نے الارواء: ۱۱۱۲ میں کر دی ہے۔

۳۷۔ مسند الشافعی و مسند احمد وغیرہ اس کی سند قوی ہے دیکھئے الحج الکبیر۔

ایذا نہ پہنچانا جب تم حجر اسود کا استلام کرنا چاہو اور جگہ خالی ہو تو استلام کر لو ورنہ اس کا استقبال کر کے اللہ اکبر کہو (اور چلتے بنو)"۔

۳۳۔ حجر اسود کے استلام کی بڑی فضیلت ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"لیبعثن الله الحجر یوم القیامة، وله عینان یبصر بهما، ولسان ینطق به، ویشهد علی من استلمه بحق".(۳۸)

"اللہ تعالیٰ حجر اسود کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھ رہا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے بول رہا ہوگا اور جس نے حق کے ساتھ اس کا استلام کیا ہوگا اس کے حق میں گواہی دے گا"۔

نیز فرمایا:

"مسح الحجر الاسود والرکن الیمانی یحطان الخطایا حطا". (۳۹)

"حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام گناہوں کو پوری طرح ختم کر دیتے ہیں"۔

نیز فرمایا: الحجر الاسود من الجنة، وکان أشد بیاضا من الثلج حتی سودته خطایا أهل الشرک"۔(۴۰،الف)

"حجر اسود جنت سے آیا ہے، وہ برف سے بھی زیادہ سفید تھا، اہل شرک کے گناہوں نے اسے کالا کر دیا"۔

۳۴۔ پھر کعبہ کے گرد طواف اس طرح شروع کرے کہ کعبہ اس کے بائیں جانب ہو، چنانچہ حجر سمیت سات چکر لگائے، حجر اسود سے حجر اسود تک ایک چکر ہوگا، ان تمام

۳۸۔ امام ترمذی، امام ابن حبان، امام حاکم اور امام ذہبی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

۳۹۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور امام حاکم و امام ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔

۴۰۔الف: امام ترمذی اور امام ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے

چکروں میں اضطباع (۴۰،ب) کرے اور ابتدائی تین چکروں میں حجر اسود سے حجر اسود تک رمل یعنی ہلکی دوڑ لگائے اور باقی چار چکروں میں عام چال چلے۔

۳۵۔ ہر چکر میں اپنے ہاتھ سے رکن یمانی کا استلام کرے اور اسے چومے نہیں، پھر اگر استلام ممکن نہ ہو تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرنا مشروع نہیں ہے۔

۳۶۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان پڑھے: "ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرہ حسنة وقنا عذاب النار"۔(۴۱)

۳۷۔ نبی کریم ﷺ کی اتباع میں دونوں شامی رکنوں (کونوں) کا استلام نہ کرے۔(۴۲)

۴۰،ب: (اضطباع یہ ہے کہ دائیں کندھے کے نیچے سے چادر کو نکال کر اس کا کنارہ بائیں کندھے پر ڈال لے، اس طرح کہ دایاں کندھا کھلا رکھے اور بایاں کندھا چھپائے رکھے، اضطباع اس طواف (طواف قدوم) سے قبل بھی بدعت ہے اور اس کے بعد بھی بدعت ہے۔)

۴۱۔ سنن ابی داؤد وغیرہ) اماموں کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھیے صحیح ابی داؤد/۱۶۵۳

۴۲۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاتھ سے چھونے کو استلام کہتے ہیں، البتہ بیت اللہ کے باقی حصے، مقام ابراہیم، روئے زمین کی دیگر مسجدیں اور ان کی دیواریں، انبیاء وصالحین کی قبروں جیسے حجرۂ نبوی، غار ابراہیم علیہ السلام، ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی جائے نماز اور ان کے علاوہ انبیاء وصالحین کی قبریں، بیت المقدس کی چٹان ان تمام چیزوں کا نہ استلام کیا جائے گا اور نہ ہی چوما جائے گا، اس پر تمام اماموں کا اتفاق ہے۔ البتہ ان چیزوں کا طواف کرنا تو یہ بہت بڑی بدعت اور حرام ہے، جو شخص اسے دین سمجھتا ہے اس سے توبہ کرائی جائے، اگر توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔

اس سلسلے میں مصنف عبدالرزاق/۸۹۴۵، مسند احمد اور سنن کبری للبیہقی میں مروی یہ حدیث کس قدر عمدہ ہے کہ جسے حضرت یعلی بن امیہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے ساتھ طواف کر رہا تھا جب میں اس کنارے پر پہنچا جو حجر کی طرف دروازے کے قریب ہے اور ہاتھ سے اس کا استلام کرنا چاہا تو انہوں نے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف نہیں کیا ہے؟ میں نے جواب دیا، جی ہاں (کیا ہے) کہا تو کیا آپ ﷺ کو اس کا استلام کرتے دیکھا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، کہا تو اسے چھوڑ کر آگے بڑھو اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے بہترین اسوہ ہیں۔

رکن (حجر اسود) اور باب کعبہ کے درمیان چمٹنا

۳۸۔ حاجی کے لیے جائز ہے کہ وہ حجر اسود اور کعبہ کے دروازہ کے درمیانی حصہ سے اس طرح چمٹ کر دعا کرے کہ اپنے سینے، چہرے اور دونوں بازوؤں کو اس دیوار پر رکھ لے۔(۴۳)

۳۹۔ طواف کے لیے کوئی خاص ذکر و دعا نہیں ہے۔ لہٰذا وہ قرآن پڑھ سکتا ہے اور جو ذکر چاہے کر سکتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"الطواف بالبیت صلاة ولکن الله احل فیه النطق فمن نطق فلا ینطق الا بخیر". (۴۴)

"بیت اللہ کا طواف نماز ہے البتہ اس میں گفتگو کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے لہٰذا جسے بات کرنا ہو وہ اچھی بات کرے۔

ایک دوسری روایت میں ہے: "فاقلوا فیه الکلام". (۴۵)

۴۳۔ یہ عمل نبی کریم ﷺ سے دو سندوں سے مروی ہے، دونوں سندیں مل کر یہ حدیث حسن درجہ کو پہنچ جاتی ہیں، نیز اس عمل کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ متعدد صحابہ سے ایسا کرنا ثابت ہے۔ انہیں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی ہیں ان کا فرمان ہے کہ حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کا یہ حصہ ملتزم ہے، عروہ بن زبیر سے بھی ایسا کرنا بسند صحیح وارد ہے، (تفصیل دیکھیے، الصحیحہ / ۲۱۳۸

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے منسک میں لکھتے ہیں، اگر پسند کرے تو "ملتزم" پر آئے، حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کا حصہ ملتزم ہے۔ اس پر اپنا سینہ، چہرہ، دونوں بازو، اور دونوں ہتھیلیاں رکھ کر دعا کرے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت طلب کرے۔ حاجی کے لیے یہ عمل طواف وداع سے پہلے بھی جائز ہے۔ اس لیے کہ ملتزم سے چمٹنا مکہ مکرمہ سے رخصتی کے ساتھ خاص نہیں ہے، صحابہ جب مکہ میں داخل ہوتے تو یہ عمل کرتے، اگر باب کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر بغیر ملتزم سے چمٹے ہوئے دعا کرے تو یہ بھی اچھا ہے، پھر جب وہاں سے رخصت ہو تو نہ وہاں ٹھہرے، نہ متوجہ ہو اور نہ ہی الٹے پاؤں چلے۔

۴۴۔ سنن الترمذی: دیکھیے ارواء الغلیل/۲۱

۴۵۔ الطبرانی یہ حدیث صحیح ہے دیکھیے ارواء الغلیل/۲۱

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ طواف کے لیے کوئی متعین ذکر نہ نبی کریم ﷺ کے قول و امر سے ثابت ہے اور نہ آپ نے کسی کو کسی خاص ذکر کی تعلیم دی ہے بلکہ تمام شرعی دعائیں وہاں مانگی جا سکتی ہیں، اور میزاب کے نیچے وغیرہ کے لیے جو دعائیں بہت سے لوگ کرتے ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے)

''لہذا اس میں بات کم کرو''۔

۴۰۔ بیت اللہ کا طواف نہ تو کوئی شخص برہنہ ہو کر کرے گا اور نہ حائضہ عورت کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیت اللہ شریف کا طواف کوئی برہنہ شخص نہ کرے۔(۴۶)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع کے موقع پر جب عمرہ کا احرام باندھ کر آئیں تھیں (اور راستے میں حائضہ ہو گئی تھیں) تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا:

''افعلی کما یفعل الحاج غیر ان لا تطوفی بالبیت (ولا تصلی) حتی تطهری''.

''ہر وہ کام جو حاجی کرتا ہے تم بھی کرو البتہ بیت اللہ کا طواف اور نماز اس وقت تک نہ پڑھو جب تک کہ پاک نہ ہو جاؤ''۔(۴۷)

۴۱۔ پھر جب ساتویں چکر سے فارغ ہو جائے تو اپنے دائیں کندھے کو ڈھک لے، مقام ابراہیم کی طرف بڑھے اور **''اتخذو من مقام ابراهيم مصلی''** پڑھے۔

۴۲۔ مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان کر کے وہاں پر دو رکعت نماز پڑھے۔

۴۳۔ ان دونوں رکعتوں میں **''قل یا ایها الکافرون''** اور **''قل هو الله احد''** کی تلاوت کرے۔

۴۴۔ اور چاہئے کہ یہاں کسی نمازی کے سامنے سے نہ گزرے اور نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے گزرنے نہ دے اس لیے کہ جن حدیثوں میں اس سے روکا گیا ہے وہ عام ہیں اور مسجد حرام کا استثناء ثابت نہیں ہے چہ جائے کہ پورے مکہ مکرمہ کو اس

۴۶۔ صحیح البخاری وصحیح مسلم بروایت ابو ہریرہ، وسنن الترمذی بروات علی اور عباس رضی اللہ عنہما، دیکھئے ارواء الغلیل/۱۱۰۲

۴۷۔ صحیح البخاری وصحیح مسلم بروایت عائشہ، وجابر، دیکھئے ارواء الغلیل/۱۹۱

سے مستثنیٰ کیا جائے۔

۴۵۔ پھر جب نماز سے فارغ ہو جائے تو زمزم کے پاس جا کر اس سے پانی پئے اور سر پر بھی ڈالے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"ماء زمزم لما شرب له".**(۴۸)

''زمزم کا پانی ہر اس مقصد کے لیے جس کے لیے وہ پیا جائے''۔

نیز فرمایا: **''انها مباركة وهی طعام طعم (وشفاء سقم)''.**(۴۹)

''یہ پانی مبارک ہے، یہ پانی کھانے والے کو سیر کر دینے والا ہے اور بیماری سے شفا دینے والا ہے''۔

نیز فرمایا:

''خير ماء علی وجه الارض ماء زمزم فيه طعام من الطعم، وشفاء من السقم''.(۵۰)

''روئے زمین کا سب سے اچھا پانی ماء زمزم ہے، یہ کھانے والے کو سیر کر دینے والا پانی ہے اور بیماری سے شفا ہے''۔

۴۶۔ پھر حجر اسود کے پاس واپس جا کر **''الله اکبر''** کہے اس کا استلام کرے، اسی تفصیل کے ساتھ جو اس سے قبل گزر چکی ہے۔

۴۸۔ یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ ائمہ کی ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے۔ تفصیل دیکھئے ارواء الغلیل/۱۱۲۳

۴۹۔ ابوداؤد والطیالسی وغیرہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے، دیکھئے الصحیحہ ۱۰۵۶

۵۰۔ المختارہ للضیاء المقدسی وغیرہ دیکھئے الصحیحہ/۱۰۵۶

صفا اور مروہ کے درمیان سعی

۴۷۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے ویسے ہی واپس لوٹے چنانچہ جب صفا کے قریب پہنچے تو اس فرمان الٰہی کی تلاوت کرے، "ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم". نیز یہ کہے: ہم اپنا طواف وہیں سے شروع کرتے ہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

۴۸۔ پھر اپنے سعی کی ابتدا صفا سے کرے اور صفا پر اتنا چڑھ جائے کہ کعبہ نظر آنے لگے(۵۱)

۴۹۔ پھر خانہ کعبہ کا استقبال کرے اللہ تعالیٰ کی توحید و بڑائی بیان کرے، چنانچہ کہے: "اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر. لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ" یہ کلمات تین بار پڑھے۔

۵۰۔ اور اس کے درمیان دعا کرتا رہے ایک بار یعنی "لا الہ الا اللہ" آخر تک پڑھ لینے کے بعد دعا کرے۔ پھر "لا الہ الا اللہ" پڑھے۔(۵۲)

۵۱۔ پھر صفا سے نیچے اتر کر مروہ کی طرف بڑھے، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

۵۱۔ آج صفا سے بیت اللہ کا دیکھنا آسان نہیں ہے لہذا جسے خانہ کعبہ نظر آجائے اس نے سنت کو پالیا اور جسے نظر نہ آئے چاہیے کہ کعبہ کے استقبال کی کوشش کرے اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۲۔ اس میں دنیا و آخرت کی جو دعا چاہے مانگے، افضل یہ ہے کہ نبی ﷺ اور سلف سے منقول دعائیں مانگے۔

"اسعوا فان اللہ کتب علیکم السعی" ۔(۵۳)

"تم لوگ سعی کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر سعی کو فرض کیا ہے"۔

۵۲۔ پھر اس نشانی تک جو دائیں بائیں جانب لگا ہے اور جسے آج میل اخضر یعنی سبز نشان کہتے ہیں عام چال چلے پھر وہاں سے دوسرے نشان تک جو اس کے بعد ہے خوب تیز چلے، اس جگہ عہد نبوی میں باریک کنکریاں تھیں، اس جگہ سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا یقطع الابطح الا شدا".(۵۴)

۵۳۔ یہ حدیث صحیح ہے بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے جو اسے ضعیف کہتے ہیں تفصیل دیکھئے، ارواء الغلیل /۱۰۷۲)

۵۴۔ سنن النسائی وغیرہ

فائدہ: المغنی لابن قدامہ ۳/۳۹۴ میں ہے کہ عورت اپنے طواف اور سعی میں عام چلے گی (دوڑے گی نہیں) امام نووی رحمہ اللہ کی کتاب المجموع ۸/۷۵ سے پتہ چلتا ہے کہ اس بارے میں شافعیہ کے دو قول ہیں، پہلا قول: جمہور علماء کا ہے کہ وہ سعی کے دوران دوڑے گی نہیں بلکہ پوری مسافت چل کر طے کرے گی۔ دوسرا قول: یہ ہے کہ رات میں اگر سعی کی جگہ خالی ہو تو مردوں کی طرح دوڑنے کی جگہ عورت بھی دوڑے گی۔

میں (امام البانی) کہتا ہوں کہ شاید یہی قول زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ سعی کا اصل سبب حضرت ہاجرہ ام اسماعیل کا دوڑنا ہے جب وہ اپنے پیاسے بچے کے لیے پانی تلاش کر رہی تھیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہاجرہ نے صفا پہاڑی کو اپنے قریب ترین پہاڑ پایا اس لیے اس پر کھڑی ہوئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھا کہ شاید کوئی آدمی دکھائی دے، جب کوئی دکھائی نہیں دیا تو صفا سے اتر کر مروہ کی طرف چلیں۔ جب وادی میں پہنچیں تو اپنی چادر کے کنارے کو اٹھایا اور طاقت بھر دوڑنے والے انسان کی طرح دوڑیں یہاں تک کہ وادی کو پار کر لیا، پھر مروہ پر آئیں اور اس پر بھی کھڑی ہو کر دیکھا کہ کوئی دکھائی دے رہا ہے؟ لیکن کوئی دکھائی نہ دیا۔ اس طرح سات بار آئیں گئیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آج لوگوں کی سعی کا اصل سبب یہی ہے۔(صحیح البخاری کتاب الانبیاء)

''وادی کو دوڑ کر طے کیا جائے گا''۔

پھر چڑھائی پر عام چال چل کر مروہ تک آئے اور پھر مروہ پر چڑھ کر وہی سب کام کرے جو صفا پر کیا تھا جیسے قبلہ کا استقبال، تکبیر و تہلیل اور دعا (۵۵) اس طرح ایک چکر پورا ہوا۔

۵۳۔ پھر واپس آ کر صفا پر چڑھے۔ عام چال کی جگہ چلے اور دوڑنے کی جگہ دوڑے، یہ دوسرا چکر ہوا۔

۵۴۔ پھر مروہ کی طرف واپس ہوا اس طرح آتا جاتا رہے حتی کہ سات چکر پورا ہو جائے آخری چکر مروہ پر پورا ہوگا۔

۵۵۔ صفا اور مروہ کے درمیان سوار ہو کر بھی سعی کی جا سکتی ہے۔ البتہ پیدل چلنا نبی ﷺ کو زیادہ پسندیدہ تھا۔ (۵۶)

۵۶۔ سعی کے دوران یہ دعا کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ ''رب اغفر وارحم، انک انت الأعز الأکرم''. (۵۷)

۵۷۔ جب مروہ پر ساتواں چکر پورا ہو جائے تو اپنے بال کاٹ لے (۵۸)

اس عمل پر اس کا عمرہ پورا ہو گیا اور حالتِ احرام میں اس پر جو چیزیں حرام تھیں وہ حلال ہو گئیں۔ اب یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) تک وہ حلال رہے گا۔

۵۵۔ آج کعبہ اور مروہ کے درمیان عمارت حائل ہونے کی وجہ سے کعبہ کا دیکھنا ممکن نہیں ہے لہذا حاجی کو چاہیے کہ استقبال قبلہ کی ہر ممکن کوشش کرے اور حیرت زدہ لوگوں جیسا عمل نہ کرے جو اپنے ہاتھوں اور نظروں کی آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔

۵۶۔ المستخرج علی صحیح مسلم لابی نعیم

۵۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۴/ ۶۸-۶۹) میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے مروی ہے، نیز مسیب بن رافع الکاہلی اور عروہ بن زبیر سے بھی مروی ہے، امام طبرانی نے اس سلسلے میں ایک ضعیف حدیث بھی نقل کی ہے۔ (دیکھئے المجمع ۳/ ۲۴۸

۵۸۔ اور اگر عمرہ اور حج کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ دوبارہ بڑھ جائیں گے تو حلق کرالے، دیکھئے فتح الباری ۳/ ۴۴۴

۵۸۔ اور جس شخص نے میقات سے عمرے کا احرام نہیں باندھا تھا اور اپنے ساتھ ہدی (قربانی) کا جانور بھی نہیں لایا ہے تو اس پر واجب ہے کہ نبی ﷺ کے فرمان کی پیروی اور آپ کی ناراضگی سے بچنے کے لیے حلال ہو جائے، البتہ جو اپنے ساتھ ہدی (قربانی) کا جانور لے کر آیا ہے وہ اپنے احرام پر باقی رہے اور یوم النحر کو کنکری مارنے کے بعد ہی وہ حلال ہوگا۔

یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کو حج کا احرام باندھنا

۵۹۔ پھر جب یوم الترویہ یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ ہو تو حج کا احرام باندھے اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دے اس موقعہ پر بھی احرام باندھنے کے لیے وہی سب کام کرے جو عمرہ کا احرام باندھتے وقت میقات پر کیا تھا۔ یعنی غسل کرنا، خوشبو لگانا، چادر و تہبند میں احرام باندھنا اور تلبیہ پڑھنا، اور اس تلبیہ کو جمرہ عقبہ کی رمی سے قبل بند نہیں کرے گا۔

۶۰۔ اور جس جگہ ٹھہرا ہے وہیں سے احرام باندھے گا حتی اہل مکہ بھی مکہ ہی سے حج کا احرام باندھیں گے۔

۶۱۔ پھر تلبیہ پڑھتے ہوئے منی کے لیے روانہ ہو جائے، وہیں ظہر کی نماز پڑھے اور وہیں رات گزارے حتی کہ باقی پانچ نمازیں جمع کے بغیر قصر کے ساتھ پڑھے۔

عرفات کی طرف روانگی

۶۲۔ پھر جب عرفہ کے دن سورج طلوع ہو جائے تو تلبیہ پڑھتے اور تکبیر کہتے ہوئے عرفہ کی طرف روانہ ہوئے، تلبیہ پڑھنا اور تکبیر کہنا دونوں عمل نبی ﷺ کے ساتھ حج کے دوران صحابہ کرام نے کیا ہے۔ تلبیہ پڑھنے والے تلبیہ پڑھ رہے تھے آپ

انہیں کچھ نہ کہتے تھے اور تکبیر پڑھنے والے اللہ اکبر کہہ رہے تھے آپ ﷺ انہیں بھی کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔(۵۹)

۶۳۔ پھر مقام نمرہ میں قیام کرے، نمرہ عرفات کے قریب ایک جگہ ہے، البتہ وہ عرفات کا حصہ نہیں ہے۔ یہاں زوال سے کچھ پہلے تک ٹھہرا رہے۔

۶۴۔ پھر جب سورج ڈھل جائے تو وادی عرنہ کی طرف روانہ ہو اور وہیں ٹھہر جائے۔ (سخت بھیڑ کی وجہ سے نمرہ اور عرنہ میں نزول شاید مشکل ہو لہذا اگر اس سے تجاوز کر کے عرفات چلا جائے تو ان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے،(۶۰) یہ عرفہ سے تھوڑا پہلے ہے یہیں پر اس مقام کے مناسب امام لوگوں کو خطبہ دے گا۔

۶۵۔ پھر ظہر کے وقت امام لوگوں کو ظہر و عصر کی نماز قصر و جمع کے ساتھ پڑھائے۔

۶۶۔ ان دونوں نمازوں کے لیے ایک اذان اور دو اقامت کہی جائے گی۔

۶۷۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی سنت وغیرہ نہیں پڑھائی جائے گی۔(۶۱)

۶۸۔ اور جسے امام حج کے ساتھ یہ دونوں نمازیں پڑھنا میسر نہ آئے تو وہ اسی طرح جمع و قصر کے ساتھ اکیلے یا اپنے ارد گرد موجود لوگوں کے ساتھ باجماعت پڑھے۔(۶۲)

۵۹۔ صحیح البخاری و صحیح مسلم

۶۰۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فتاویٰ ۲۶/ ۱۶۸ میں لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کا یوم الترویہ کو منیٰ میں ٹھہرنا، یوم عرفہ سے قبل منی میں رات گزارنا، پھر عرفہ کے دن وادی عرنہ میں زوال تک نزول فرمانا جو مشعر الحرام اور عرنہ کے درمیان ہے، پھر وہاں سے عرفہ کے لیے رخصت ہونا، راستے میں وادی عرنہ میں خطبہ دینا اور دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا ایسی سنتیں ہیں جو فقہاء کے درمیان متفق علیہ ہیں، اگرچہ آج بہت سے مصنفین ان میں فرق نہیں کرتے اور نت نئی عادات کی وجہ سے بہت سے لوگ اسے جانتے ہی نہیں۔

۶۱۔ اس طرح کہیں بھی مذکور نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سفر میں یا اپنے تمام سفروں میں ظہر کے قبل یا عصر کے بعد کوئی نفل نماز پڑھی ہو، نیز سفر میں آپ ﷺ سنت فجر اور وتر کے علاوہ کوئی اور سنت پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

۶۲۔ صحیح البخاری معلقاً عن ابن عمر دیکھئے مختصر صحیح البخاری ج ۱/ ۴۸۷، ۴۸۸

وقوف عرفہ

پھر یہاں سے رخصت ہر کر عرفہ کے میدان میں جائے اور میسر ہو تو جبل رحمت کے دامن میں چٹانوں کے پاس ٹھہرے، ورنہ عرفہ پورا کا پورا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

۶۹۔ قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرے اور تلبیہ پڑھتا رہے۔

۷۰۔ اور کثرت سے "**لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر**". پڑھے۔ کیونکہ یہ عرفہ کے دن کی سب سے بہتر دعا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**افضل ما قلت انا والنبیون عشیۃ عرفۃ: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر**".(۶۳)

"عرفہ کی شام کی سب سے افضل دعا جو ہم نے اور نبیوں نے کی ہے وہ یہ ہے "**لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر**".

۷۱۔ اگر کبھی کبھی تلبیہ میں اس جملے کا اضافہ کر دے تو بھی جائز ہے، "**انما الخیر خیر الآخرہ**". اس لیے کہ یہ نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

۷۲۔ عرفہ میں ٹھہرنے والے کے لیے سنت یہ ہے کہ اس دن کا روزہ نہ رکھے۔

۷۳۔ یہ سارا وقت برابر اس حالت میں گزارے: اللہ کے ذکر کرتے ہوئے تلبیہ پڑھتے ہوئے، جو چاہے دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ایسے آزاد لوگوں میں شامل کر دے کہ وہ فرشتوں کے سامنے جن پر فخر کرتا

۶۳۔ یہ حدیث صحیح ہے تفصیل دیکھئے الصحیحۃ /۱۵۰۳

ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے: "**مامن یوم اکثر من ان یعتق الله فیه عبدا من النار فی یوم عرفه و انه لیدنوا، ثم یباهی بهم الملائکة فیقول: ما اراد هؤلاء**"۔(۶۴)

''عرفہ کے دن کے علاوہ کوئی اور دن نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ اس قدر زیادہ بندوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو، وہ اس دن بندوں کے قریب ہوتا ہے، اور فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے: یہ ہمارے بندے کیا چاہتے ہیں؟''۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:"**ان الله یباهی باهل عرفات اهل السماء فیقول: انظروا الی عبادی جاؤونی شعثا غبرا**"۔(۶۵)

''اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان والوں پر اہل عرفات کے ذریعہ فخر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو! میرے پاس کس طرح گردآلود اور پراگندہ حالت میں آئے ہوئے ہیں''۔

سورج ڈوبنے تک اسی حالت میں گزار دے۔

عرفات سے روانگی

۷۴۔ پھر جب سورج ڈوب جائے تو سکون واطمینان کے ساتھ عرفہ سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو، اپنے آپ سے یا گاڑی وسواری کے ذریعہ لوگوں میں گھس کر دھکا نہ دے، جب کوئی خالی جگہ پائے تیز چلے۔

۶۴۔ صحیح مسلم، دیکھئے الترغیب ۲/۱۲۹

۶۵۔ مسند احمد وغیرہ ائمہ کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے دیکھئے تخریج الترغیب

۷۵۔ جب مزدلفہ پہنچ جائے تو اذان دے، اقامت کہے اور تین رکعت مغرب کی نماز پڑھے، پھر دوبارہ اقامت کہے اور عشاء کی نماز قصر سے پڑھے، ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھے۔

۷۶۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان کسی معمولی عمل کا فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(۶۶)

۷۷۔ مغرب وعشاء کے درمیان اور عشاء کے بعد کوئی نفل نماز نہ پڑھے۔(۶۷)

۷۸۔ پھر فجر تک سو جائے۔

۷۹۔ جب فجر ظاہر ہو جائے تو اول وقت میں اذان واقامت سے فجر کی نماز پڑھے۔

مزدلفہ میں فجر کی نماز

۸۰۔ تمام حاجیوں کے لیے ضروری ہے کہ فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھیں، صرف کمزور لوگوں اور عورتوں کے لیے اجازت ہے کہ لوگوں کی بھیڑ سے بچنے کے لیے آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے روانہ ہو جائیں۔

۸۱۔ (نماز فجر کے بعد) مشعر حرام (مزدلفہ میں ایک چھوٹی پہاڑی) کے پاس آئے اور اس پر چڑھے قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے، اس کی بڑائی بیان کرے، ''**لا الہ الا اللہ**'' کا ورد کرے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرے۔ ''**لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء**

۶۶۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کی صراحت کی ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ سے ایسا ثابت ہے دیکھئے مختصر صحیح البخاری ۱/۴۹۰، ح/۸۷۔

۶۷۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پھر جب مزدلفہ پہنچ جائے اور ممکن ہو تو اونٹوں کو بٹھانے سے قبل مغرب کی نماز پڑھے، پھر جب اونٹوں کو بیٹھا لے تو عشاء کی نماز پڑھے، اور اگر کچھ دیر عشاء کو موخر بھی کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے

قدیر" پڑھے۔اور دعاؤں میں مشغول رہے یہاں تک کہ خوب اجالا ہو جائے۔

۸۲۔ مزدلفہ پورا کا پورا ٹھہرنے کی جگہ ہے، جہاں کہیں بھی ٹھہرے جائز ہے۔

۸۳۔ پھر طلوع شمس سے قبل ہی سکون واطمینان کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے منی کی طرف روانہ ہوں۔

۸۴۔ جب وادی محسر کے درمیان میں پہنچے تو اگر ممکن ہو تو تیز چال چلے، محسر منی ہی کا ایک حصہ ہے۔

۸۵۔ پھر وہ درمیانی راستہ پکڑ لے جو جمرہ کبری میں لے جاتا ہے۔

کنکری مارنا:

۸۶۔ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے لیے منی ہی سے کنکریاں چن لیں، یہ سب سے آخری جمرہ اور مکہ مکرمہ سے سب سے زیادہ قریب ہے۔

۸۷۔ (وہاں پہنچ کر) جمرہ کی طرف رخ کرے اس طرح کہ مکہ مکرمہ بائیں جانب ہو اور منی دائیں جانب۔

۸۸۔ اس جمرے کو لوبیا کے دانے کے برابر جو چنے کے دانے سے کچھ بڑی ہوں ایسی سات کنکریاں مارے۔

۸۹۔ ہر کنکری پر "اللہ اکبر" کہے۔(۶۸)

۹۰۔ آخری کنکری مارتے ہوئے تلبیہ پڑھنا بند کردے۔(۶۹)

۶۸۔ البتہ اس پر "اللهم اجعله حجا مبرورا" کا اضافہ جیسا کہ بعض کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے، دیکھئے الضعیفہ/۱۱۰۷

۶۹۔ صحیح ابن خزیمہ، امام ابن خزیمہ لکھتے ہیں کہ یہ صحیح حدیث ان تمام حدیثوں کی تفسیر کردیتی ہے جن میں یہ بات مبہم الفاظ میں بیان ہوتی ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی تک آپ تلبیہ پڑھتے رہے یعنی آپ ﷺ برابر تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ رمی مکمل کرلی۔(دیکھئے فتح الباری ۳/۴۲۶

۹۱۔ رمی جمرہ سورج نکلنے کے بعد ہی کرے گا خواہ عورتیں یا وہ کمزور لوگ ہوں جنہیں آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے رخصت ہونے کی اجازت ہے، اس لیے کہ رخصت ہونے کی اجازت الگ مسائلہ ہے اور کنکری مارنا الگ حکم ہے۔(۷۰)

۹۲۔ اگر اس دن زوال سے قبل کنکری مارنے میں دقت ہو تو زوال کے بعد بھی بلکہ رات تک کنکری مار سکتے ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔

۹۳۔ جب کنکری مارنے سے فارغ ہو جائے تو حاجی کے لیے عورت کے علاوہ ہر چیز حلال ہوگئی۔اگرچہ ابھی تک قربانی نہ کی ہو اور نہ حلق کرایا ہو، چنانچہ وہ عام لباس پہن سکتا ہے اور خوشبو لگا سکتا ہے۔

۹۴۔ لیکن اگر حاجی چاہتا ہے کہ اس کا یہ فائدہ باقی ہے تو ضروری ہے کہ اسی دن طواف افاضہ کرلے، ورنہ اگر شام ہوگئی اور طواف نہیں کیا تو دوبارہ وہ اسی طرح اپنے احرام میں لوٹ آئے گا جس طرح کنکری مارنے سے پہلے تھا۔

لہذا اس پر واجب ہے کہ اپنے عام کپڑے اتار کر احرام کے کپڑے پہن لے۔جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:اس دن اگر تم کنکری مارلو تو تمہارے لیے یہ رخصت دی گئی ہے کہ عورت کے علاوہ ہر وہ چیز حلال ہوگئی جو تم پر حرام تھی، پھر جب اس گھر کے طواف سے قبل شام ہوگئی تو تم جیسے کنکری مارنے سے قبل احرام میں تھے اسی طرح گھر کا طواف کرنے تک پھر احرام میں واپس آجاؤ۔(۷۱)

۷۰۔ اصل کتاب میں میں نے اس کی وضاحت کردی ہے، جسے تفصیل چاہیے، وہ صفحہ ۸۰ پر دیکھ لے۔

۷۱۔ یہ حدیث صحیح ہے، اہل علم کی ایک جماعت نے اس کو قوی قرار دیا ہے جیسے امام ابن القیم رحمہ اللہ تفصیل کے لیے دیکھئے صحیح سنن ابی داود/۱۷۴۵۔بعض کبار اہل علم نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جیسا کہ میں نے بھی ابتداء میں اسے ضعیف سمجھا تھا کیونکہ میرے سامنے صرف سنن ابی داود کی سند تھی لیکن اس کی ایک سند شرح معانی الآثار للطحاوی میں ملی جس سے یہ حدیث صحت کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔حاشیہ جاری......

ذبح اور نحر

۹۵۔ پھر حاجی قربان گاہ آئے اور اپنے ہدی کا جانور ذبح کرے۔ سنت کا طریقہ یہی ہے۔

۹۶۔ لیکن اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ منیٰ میں اور اسی طرح مکہ میں کسی بھی جگہ ذبح کرسکتا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"قد نحرت ههنا ومنى كلها منحر، وكل فجاج مكة طريق ومنحر فانحروا في رحالكم"۔(۷۲)

''میں نے یہاں ذبح کیا اور منیٰ پورا کا پورا ذبح کرنے کی جگہ ہے اور مکہ کے تمام درے راستے اور ذبح کی جگہ ہیں لہذا اپنے قیام گاہ پر ہی ذبح کرو''۔

پچھلا حاشیہ:......لہذا چونکہ یہ حدیث صحیح وصریح ہے اس لیے اگر چہ اس پر عمومی طور پر اہل علم نے عمل نہیں کیا ہے پھر بھی واجب العمل ہے چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب حدیث ثابت ہو جائے تو اس پر عمل واجب ہوگا اگرچہ اس کے مطابق کسی امام کے عمل کا ذکر نہ ملے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بذاتہ ثابت ہوتی ہے کسی کے عمل سے وہ ثابت نہیں ہوتی۔

علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حدیث رسول اس سے بلند تر ہے کہ فقہاء کے عمل سے اس پر استدلال کیا جائے اس لیے کہ وہ مستقلاً ایک اصل ہے، وہ حاکم ہے محکوم نہیں ہے، مزید یہ کہ اہل علم کی ایک جماعت نے اس حدیث پر عمل کیا ہے، انہیں میں سے ایک عظیم تابعی عروہ بن زبیر بھی ہیں، تو کیا اس کے بعد بھی اس حدیث پر عمل نہ کرنے کے لیے کسی کے پاس کوئی عذر رہتا ہے؟ "ان في ذلك لذكرى لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد"۔ تفصیل کے لیے آگے آنے والی کتابیات کی طرف رجوع کریں۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ حاجیوں کے لیے رمی جمار کی حیثیت غیر حاجیوں کے عید کی ہے اسی لیے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یہ مستحب قرار دیا ہے کہ عام شہروں والے عید کی نماز اس وقت پڑھیں جب حاجی منیٰ میں قربانی کر رہے ہوں، یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے یوم النحر کو کنکریاں مارنے کے بعد خطبہ دیا تھا جیسا کہ مدینہ منورہ میں نماز عید کے بعد خطبہ دیتے تھے، لہذا بعض اہل علم کا منیٰ میں عید کی نماز کو مستحب کہنا اور اس پر حدیثوں کے عدم سے استدلال کرنا اور قیاس سے کام لینا غلط اور سنتِ رسول سے غفلت کی دلیل ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین میں سے کسی نے بھی کبھی بھی منیٰ میں عید کی نماز نہیں پڑھی، جیسا کہ فتاویٰ ابن تیمیہ میں اس کی تفصیل ہے۔ ۲۶/۱۸۰)

۷۲۔ اس حدیث میں حاجیوں کے لیے بڑی آسانی اور قربان گاہ میں گوشت کے ڈھیر لگ جانے سے بچاؤ بھی ہے تفصیل کے لیے اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔ ص/ ۸۷-۸۸

۹۷۔ سنت یہ ہے کہ اگر میسر ہو تو حاجی اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اگر میسر نہ ہو تو کسی کو بھی اپنا نائب بنا دے۔

۹۸۔ ذبح کرتے ہوئے جانور کو قبلہ رخ کرے اور بائیں پہلو پر لٹائے (۷۳) اور اپنا دایاں پیر اس کے دائیں پہلو پر رکھے۔ (۷۴)

۹۹۔ البتہ اونٹ کے بارے میں سنت کا طریقہ یہ ہے کہ اسے نحر کیا جائے، اس طرح کہ اس کا ایک پاؤں اٹھا کر باندھ دیا جائے اور باقی تین پیروں پر وہ کھڑا ہو۔ (۷۵)
اور اس کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔ (۷۶)

۱۰۰۔ ذبح یا نحر کے وقت کہے: **"بسم الله والله اكبر، اللهم ان هذا منك ولك"**.(۷۷)
"اللهم تقبل منى".(۷۸)

۷۳۔ اس بارے میں ایک حدیث سنن ابی داؤد وغیرہ میں حضرت جابر سے مروی ہے تخریج کے لیے دیکھئے ارواء الغلیل / ۱۱۳۸، نیز ایک دوسری حدیث سنن کبری للبیہقی ۹/ ۲۸۵ میں بھی ہے اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر کے بارے میں وارد ہے کہ جانور کو قبلہ رخ لٹا کر ذبح کرنا مستحب سمجھتے تھے، بلکہ ان کے بارے میں مصنف عبدالرزارق/ ۸۵۸۵ میں صحیح سند سے مروی ہے کہ اگر کوئی جانور ذبح کرتے وقت قبلہ رخ نہ کیا جاتا تو اس کا کھانا ناپسند کرتے۔

۷۴۔ حافظ ابن حجر فتح الباری ۱۰/ ۱۶ میں لکھتے ہیں یہ طریقہ اس لیے مسنون ہے تا کہ ذبح کرنے والے کے لیے دائیں ہاتھ سے چھری پکڑنا اور بائیں ہاتھ سے جانور کا سر پکڑنا آسان ہو) ہم (امام البانی) کہتے ہیں کہ جانور کا اس طرح لٹانا اور اس کی گردن پر قدم رکھنا صحیح بخاری وصحیح مسلم میں مروی ہے۔

۷۵۔ صحیح ابی داؤد/ ۱۵۵۰، سنن ابی داؤد میں اس حدیث کے بعد ایک اور حدیث حضرت ابن عمر سے بھی مروی ہے، جسے امام بخاری ومسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

۷۶۔ موطا امام مالک بسند صحیح بروایت ابن عمر موقوفاً۔ امام بخاری نے بھی اسے معلقاً (بغیر سند) روایت کیا ہے دیکھئے مختصر صحیح البخاری ۱/ ۵۰۱

۷۷۔ سنن ابی داؤد بروایت جابر، مسند ابی یعلی (المجمع ۴/ ۲۲) میں ایسی ایک اور حدیث حضرت ابو سعید خدری سے بھی مروی ہے۔ دیکھئے ارواء الغلیل / ۱۱۱۸

۷۸۔ صحیح مسلم وغیرہ بروایت عائشہ، مذکورہ کتاب میں اس کی تخریج موجود ہے، امام ابن تیمیہ نے اپنے منسک میں اتنا اضافہ بیان کیا ہے: "كما تقبلت من ابراهيم خليلك". البتہ میرے پاس موجود کتب حدیث میں مجھے یہ عبارت نہیں ملی''۔

۱۰۱۔ ذبح کا وقت عید کے چاروں دن ہیں، یوم النحر جو حج اکبر کا دن ہے۔(۷۹) اور تین دن ایام تشریق کے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے

"کل ایام تشریق ذبح". (۸۰)

"ایام تشریق کے تمام دن ذبح کرنے کا وقت ہیں"۔

۱۰۲۔ حاجی کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے ہدی (قربانی) کے جانور کا گوشت کھائے، اور اس کا کچھ حصہ اپنے ساتھ اپنے شہر بھی لے کر آئے جیسا کہ نبی ﷺ نے کیا تھا۔

۱۰۳۔ حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہدی کے گوشت کا کچھ حصہ فقیروں اور محتاجوں کو بھی دے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ" (الحج/۳۶)

"قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔ پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں اسے (خود بھی) کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں کو بھی کھلاؤ"۔

۱۰۴۔ گائے اور اونٹ میں سات آدمی کی شرکت جائز ہے۔

۱۰۵۔ جسے ہدی میسر نہ ہو وہ تین دن کا روزہ حج کے دنوں میں رکھے اور جب اپنے اہل کے پاس واپس جائے تو سات روزہ رکھے۔

۱۰۶۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ تین روزے ایام تشریق کے تین دنوں میں رکھ لے

۷۹۔ صحیح البخاری میں معلقا اور سنن ابوداؤد وغیرہ میں موصولا ہے دیکھئے صحیح ابی داؤد/۱۷۰۰، ۱۷۰۱

۸۰۔ مسند احمد، امام ابن حبان نے اسے صحیح بتلایا ہے اپنے طرق کے لحاظ سے یہ حدیث میرے نزدیک قوی ہے، دیکھئے الصحیحہ/۲۴۷۶

جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے، سوا اس شخص کے جو ہدی (قربانی) کا جانور نہ پائے۔(۸۱)

۱۰۷۔ پھر اپنے پورے سر کے بال کو چھلائے یا چھوٹا کرائے، پہلا عمل یعنی بال کا چھلانا ہی افضل ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔"اللھم ارحم المحلقین" اے اللہ حلق کرانے والوں پر رحم فرما"۔صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول قصر کرانے والوں پر بھی (اللہ کی رحمت کی دعا کریں) آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ حلق کرانے والوں پر اپنی رحمت نازل فرما، صحابہ نے پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول قصر کرانے والوں پر بھی رحمت کی دعا کر دیں آپ نے چوتھی بار قصر کرانے والوں کے لیے بھی رحمت کی دعا کی)۔(۸۲)

۱۰۸۔ سنت کا طریقہ یہ ہے کہ حلاق جس کا بال چھیل رہا ہے اس کی دائیں جانب سے شروع کرے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہے۔(۸۳)

۱۰۹۔ حلق یعنی سر کا چھلانا عورتوں کے لیے نہیں بلکہ مردوں کے ساتھ خاص ہے، البتہ عورتوں پر صرف قصر کرانا ہے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "لیس علی

۸۱۔ صحیح البخاری وغیرہ دیکھئے ارواء الغلیل ۹۶۴)
لہذا شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ (حج) تمتع کرنے والا (ہدی کا جانور نہ پا سکے تو اس) کے لیے ضروری ہے کہ تین روزوں میں بعض روزے یوم الترویہ کو حج کا احرام باندھنے سے پہلے رکھ لے۔ میں نہیں جانتا کہ ایسا کیوں؟ جب کہ یہ آیت وحدیث کے ظاہر کے خلاف ہے۔

۸۲۔ صحیح البخاری و صحیح مسلم بروایت ابن عمر وغیرہ تفصیل کے لیے دیکھئے ارواء الغلیل/۱۰۸۴

۸۳۔ صحیح مسلم وغیرہ دیکھئے ارواء الغلیل/ ۱۰۸۵، صحیح ابی داؤد/۱۷۳۰۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں علامہ ابن الہمام حنفی نے اعتراف کیا ہے کہ احناف نے اس بارے میں سنت کی مخالفت کی ہے۔ اب اس امام کے اعتراف کے بعد مقلدین حضرات کیا کہتے ہیں

النساء حلق انما على النساء التقصير". (۸۴)

''عورتوں پر حلق کرانا نہیں ہے بلکہ ان پر صرف قصر کرانا ہے''۔

چنانچہ وہ اپنے بال کو اکٹھا کر کے اس میں سے انگلی کے پور کے برابر کاٹ لے گی۔ (۸۵)

۱۱۰۔ سنت یہ ہے امام یوم النحر کو منی میں (۸۶) جمرات کے پاس۔ (۸۷) چاشت کے وقت خطبہ دے۔ (۸۸) جس میں لوگوں کو ان کے حج کا طریقہ بتلائے۔ (۸۹)

طواف افاضہ

۱۱۱۔ پھر اسی دن بیت اللہ جا کر طواف افاضہ کرے چنانچہ جس طرح طواف کے بیان میں گزر چکا ہے خانہ کعبہ کا سات چکر لگائے، البتہ نہ اضطباع کرے گا اور نہ رمل۔

۱۱۲۔ (طواف کے بعد) مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ امام زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ (۹۰) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر عمل کیا ہے۔ (۹۱) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر سات چکر

۸۴۔ یہ حدیث صحیح ہے تفصیل کے لیے دیکھئے الصحیحہ / ۶۰۵، وصحیح ابی داوٗد / ۱۷۲۳

۸۵۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اگر حاجی قصر کرے تو اپنے بال کو جمع کر کے اس میں سے انگلی کے پور کے برابر یا اس سے کم یا زیادہ کاٹ لے۔ عورت اس سے زیادہ نہیں کاٹے گی۔ البتہ مرد جتنا چاہے کاٹ لے۔

۸۶۔ صحیح البخاری وسنن ابی داوٗد میں متعدد صحابہ نے یہ روایت کیا ہے، دیکھئے صحیح ابی داوٗد / ۱۷۰۵، ۱۷۰۷، ومختصر صحیح البخاری / ۸۱۲ ج ۱ / ۵۰۴

۸۷۔ صحیح البخاری معلقا ابوداوٗد موصولا دیکھئے صحیح ابی داوٗد / ۱۷۰۰، ارواء الغلیل / ۱۰۶۴، ۱۰۷۴

۸۸۔ سنن ابی داوٗد، دیکھئے صحیح ابی داوٗد......۱۷۰

۸۹۔ سنن ابی داوٗد، دیکھئے سنن ابی داوٗد / ۱۷۱۰

۹۰۔ امام بخاری معلقا اور امام ابن ابی شیبہ وغیرہ نے موصولا روایت کیا ہے، دیکھئے مختصر صحیح البخاری / ۳۱۸ ج ۱ / ۴۷۹

۹۱۔ امام بخاری معلقا اور امام عبدالرزاق نے موصولا روایت کیا ہے دیکھئے مختصر صحیح البخاری / ۳۱۷ ج ۱ / ۴۷۹

طواف کے بعد دو رکعت نماز ہے۔ (۹۲)

۱۱۳۔ پھر صفا اور مروہ کی سعی بعینہ اسی طرح کرے جس کی تفصیل گزر چکی ہے، برخلاف قارن اور مفرد حاجی کے کہ ان کے لیے پہلی سعی ہی کافی ہے۔

۱۱۴۔ اس طواف کے بعد اب اس کے لیے ہر وہ چیز حلال ہوگئی جو احرام کی وجہ سے اس پر حرام تھی حتی کہ اس کی بیوی بھی۔

۱۱۵۔ ظہر کی نماز مکہ میں ادا کرے، البتہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن ظہر کی نماز منی میں پڑھی تھی۔ (۹۳)

۱۱۶۔ اور چاہ زمزم کے پاس آ کر زمزم کا پانی پیئے۔

منی میں شب باشی

۱۱۷۔ پھر منی واپس آ کر وہیں پر ایام تشریق کے دن و رات گزارے۔

۱۱۸۔ اور ان دنوں میں روزانہ زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارے، ہر جمرے کو سات سات کنکری جیسا کہ یوم النحر کے کنکری مارنے سے متعلق میں گزر چکا ہے۔

۱۱۹۔ کنکریاں مارنا پہلے جمرہ سے شروع کرے یہ جمرہ مسجد خیف کے قریب ترین جمرہ ہے پھر جب اسے کنکری مارے تو دائیں جانب قدرے آگے بڑھے، قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو جائے اور دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرے۔

۹۲۔ مصنف عبدالرزاق / ۹۰۱۲ بسند صحیح

۹۳۔ (میں) (امام البانی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا عمل کیا تھا، یہ بھی احتمال ہے کہ اس دن آپ نے لوگوں کو دو بار ظہر کی نماز پڑھائی ہو ایک بار مکہ مکرمہ میں اور ایک بار منی میں، پہلی نماز تو فرض تھی اور دوسری بطور نفل تھی جیسا کہ آپ ﷺ نے بعض جنگوں کے موقعہ پر کیا تھا

۱۲۰۔ پھر دوسرے جمرہ کے پاس آئے اور اسے بھی اسی طرح (سات کنکریاں) مارے، پھر بائیں جانب ہٹ کر قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو جائے اور دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرے۔

۱۲۱۔ پھر تیسرے جمرہ پر آئے یہی جمرہ عقبہ ہے اسے بھی سات کنکریاں مارے، اس طرح کھڑا ہو کہ بیت اللہ اس کے بائیں، میدان منی اس کے دائیں ہو، (کنکری مارنے کے بعد) یہاں نہ ٹھہرے۔(۹۴)

۱۲۲۔ پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی اس طرح کنکریاں مارے۔

۱۲۳۔ اگر دوسرے دن کنکریاں مارنے کے بعد رخصت ہو جائے اور تیسرے دن کنکریاں مارنے کے لیے منی میں رات نہ گزارے تو یہ بھی جائز ہے۔اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى"۔(البقرہ/۲۰۳)

"دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے اسے پر بھی کوئی گناہ نہیں یہ پرہیزگار کے لیے ہے"۔

لیکن تیسرے دن کنکری مارنے کے لیے رک جانا افضل ہے کیونکہ یہ سنت ہے۔(۹۵)

۹۴۔ یہ سب کام صحیح البخاری وصحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے ثابت ہیں اور حج سے متعلقہ بعض کتابوں میں جو یہ مروی ہے کہ جمرۂ عقبی کو کنکری مارتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ ہو وہ اس صحیح حدیث کے خلاف ہے اور جو صحیح حدیث کے خلاف ہو وہ شاذ بلکہ منکر ہے۔دیکھئے الضعیفہ/۴۸۶۴

۹۵۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: اگر (بارہ تاریخ کو) سورج ڈوب گیا اور حاجی ابھی تک منی ہی میں ہے تو وہ ٹھہر جائے گا اور لوگوں کے ساتھ تیرہ تاریخ کو بھی کنکری مارے گا)۔

امام بن حزم کے خلاف جمہور علماء کا مسلک یہی ہے ان کی دلیل فرمان الٰہی ہے: "فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلاَ إِثْمَ عَلَيْهِ"۔امام نووی رحمہ اللہ المجموع ۲۸۳/۸ میں لکھتے ہیں کہ یہاں دن کے لیے "یوم" کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یوم کے معنی دن کے ہوتے ہیں رات کے نہیں۔ نیز حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول ثابت ہے کہ ایام تشریق کے دوسرے دن جسے شام نے پالیا تو وہ کل یعنی تیسرے دن کے لیے بھی ٹھہرے یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ رخصت ہو۔(موطا امام مالک

۱۲۴۔ سنت یہ ہے کہ مذکورہ اعمال حج میں ترتیب کو مدنظر رکھا جائے، پہلے رمی پھر ذبح یا نحر پھر حلق پھر طواف افاضہ پھر حج تمتع کرنے والے کے لیے سعی، لیکن اگر ان میں سے کسی کو پہلے کیا اور کسی کو بعد میں تو یہ بھی جائز ہے۔اس لیے کہ آپ ﷺ نے اس تقدیم وتاخیر سے متعلق فرمایا: کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں۔

۱۲۵۔ رمی کے سلسلے میں جس کے پاس کوئی عذر ہو اس کے لیے درج ذیل امور جائز ہیں۔

الف: وہ منی میں رات نہ گزارے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ: "استأذن العباس رسول الله ﷺ ان يبيت بمكة ليالي منى من اجل سقايته فأذن له"۔(۹۶)

"منی میں گزارنے والی راتوں سے متعلق حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ سے اجازت چاہی کہ حاجیوں پانی پلانے کے لیے یہ راتیں مکہ میں گزاریں تو آپ نے انہیں اجازت دے دی"۔

ب: دو دن کی رمی اکٹھا کر کے ایک دن میں مار لیں اس لیے کہ عاصم بن عدی کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو منی میں رات گزارنے سے رخصت دے دی تھی کہ یہ لوگ یوم النحر کو کنکری ماریں پھر یوم النحر کے بعد والے دو دن کی رمی کو جمع کر کے کسی ایک دن میں مار لیں۔(۹۷)

ج: یہ بھی جائز ہے کہ رات میں رمی کر لیں اس لیے کہ نبی نے فرمایا: "الراعي يرمي في الليل ويرعى بالنهار"۔

۹۶۔ صحیح البخاری وصحیح مسلم، دیکھئے ارواء الغلیل/۱۰۷۹

۹۷۔ اصحاب السنن، اہل علم کی ایک جماعت نے اسے صحیح کہا ہے، دیکھئے ارواء الغلیل/۱۰۸۰

''چرواہا رات میں کنکریاں مارے اور دن میں جانوروں کو چرائے''۔(۹۸)

۱۲۶۔ منی کی راتوں میں سے ہر رات کو خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف حاجی کے لیے ایک مشروع کام ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے۔(۹۹)

۱۲۷۔ حاجیوں پر واجب ہے کہ منی کے دنوں میں پانچوں نمازیں با جماعت ادا کریں۔ اور افضل تو یہ ہے کہ اگر میسر آئے تو تمام نمازیں مسجد خیف میں پڑھا کریں، اس لیے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''صلى فى مسجد الخيف سبعون نبيا''.(۱۰۰)

''مسجد خیف میں ستر نبیوں نے نماز پڑھی ہے''۔

۱۲۸۔ جب ایام تشریق کے دوسرے یا تیسرے دن کنکریاں مار کر فارغ ہو جاتے تو حج کے کام بھی ختم ہو گئے، لہذا وہاں سے مکہ مکرمہ آ جائے اور جتنے دن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہو مکہ میں ٹھہرے، اور اس بات کا خاص دھیان رکھے کہ تمام نمازیں با جماعت ادا کرے، خاص کر مسجد حرام میں، اس لیے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''صلاة فى مسجدى هذا افضل من الف صلاة فيما سواه الا المسجد الحرام وصلاة فى المسجد الحرام افضل من مائة الف صلاة فى فيما سواه''. (۱۰۱)

۹۸۔ یہ حدیث حسن ہے امام البزار و البیہقی وغیرہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے، حافظ ابن حجر نے بھی اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، دیکھئے الصحیحہ / ۲۴۷۷

۹۹۔ صحیح البخاری معلقا دیکھئے مختصر صحیح البخاری ۱/ ۵۰۵ ح/ ۲۷۵، محدثین کی ایک جماعت نے اسے موصولا بیان کیا ہے، دیکھئے الصحیحہ /۸۰۴

۱۰۰۔ الطبرانی الکبیر، المختارہ للضیاء، حافظ منذری نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے تحذیر المساجد/۱۰۶-۱۰۷

۱۰۱۔ مسند احمد بروایت جابر بسند صحیح، دیکھئے ارواء الغلیل/ ۱۱۲۹

''میری مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نماز سے افضل ہے سوا مسجد حرام کے اور مسجد حرام کی ایک نماز دیگر مسجدوں کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے''۔

۱۲۹۔ رات و دن کے جس وقت بھی چاہے بکثرت نماز اور طواف کرتا رہے، اس لیے کہ نبی نے رکن یمانی اور حجر اسود سے متعلق فرمایا:

''مسحهما يحط الخطايا، ومن طاف بالبيت لم يرفع قدما، ولم يضع قدما الا كتب الله له حسنة، وحط عنه خطيئة، وكتب له درجة، ومن احصى اسبوعا كان كعتق رقبة''. (۱۰۲)

''ان دونوں کو چھونا گناہوں کو مٹا کر رکھ دیتا ہے، اور جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے تو وہ ایک قدم اٹھاتا نہیں اور دوسرا قدم رکھتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے، اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور جس نے شمار کر کے سات چکر لگایا تو گویا اس نے ایک گردن آزاد کیا''۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

''يا بنى عبد مناف! لا تمنعوا أحدا طاف بهذا البيت وصلى أية ساعة شاء من ليل او نهار''. (۱۰۳)

''اے عبد مناف کی اولاد جو کوئی اس گھر کا طواف اور یہاں نماز پڑھنا چاہے اسے نہ روکو، خواہ رات و دن کا کسی بھی وقت میں ہو''۔

۱۰۲۔ سنن الترمذی وغیرہ، امام ابن خزیمہ، امام ابن حبان اور امام حاکم وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح بتلایا ہے، دیکھئے المشکاۃ/ ۲۵۸۰، اور الترغیب والترھیب ج ۲/ ۱۲۰-۱۲۲۔

۱۰۳۔ اصحاب السنن وغیرہ، امام ترمذی، امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے ارواء الغلیل/ ۴۸۱

طواف وداع

۱۳۰۔ جب حاجی اپنی ضروریات سے فارغ ہو جائے اور کوچ کا عزم کر لے تو اس پر واجب ہے کہ بیت اللہ کا الوداعی طواف کرے، اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ لوگ ہر طرف سے واپس جا رہے تھے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا ینفرن احد حتی یکون آخر عهده الطواف بالبيت". (۱۰۴)

"کوئی بھی شخص ہرگز واپس نہ ہو یہاں تک کہ اس کا آخری کام بیت اللہ کا طواف ہو"۔

۱۳۱۔ ابتداء میں حائضہ عورت کو بھی یہ حکم دیا گیا کہ طواف وداع کرنے تک اپنے پاک ہونے کا انتظار کرے۔ (۱۰۵)

پھر اسے اس بات کی اجازت دے دی گئی کہ وہ بغیر طواف کیے واپس ہو جائے اور پاک ہونے کا انتظار نہ کرے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس ہی کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ حیض والی عورت کو یہ رخصت دی ہے کہ اگر وہ طواف افاضہ کر چکی ہے تو طواف وداع کے پہلے رخصت ہو جائے۔ (۱۰۶)

۱۳۲۔ حاجی کے لیے مشروع ہے کہ بطور تبرک زمزم کا جتنا پانی آسانی سے لے

۱۰۴۔ صحیح البخاری وصحیح مسلم، دیکھئے الارواء الغلیل/ ۱۰۸۶، صحیح ابی داؤد/ ۱۷۴۷

۱۰۵۔ یہ حکم مسند احمد وغیرہ میں مروی ہے حضرت حارث بن عبداللہ بن اوس کی حدیث میں ہے، دیکھئے صحیح ابی داؤد/ ۱۷۴۹

۱۰۶۔ مسند احمد، صحیح البخاری، صحیح مسلم، دیکھئے الارواء الغلیل/ ۱۰۸۶، اسی معنی میں ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے، دیکھئے صحیح ابی داؤد/ ۱۷۴۸

جا سکے اپنے ساتھ لے جائے۔ چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ برتنوں اور مشکوں پر میں بھر کر اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ اور اس سے بیماروں کو نہلاتے اور پلاتے تھے۔ (۱۰۷)

مکہ مکرمہ فتح ہونے سے قبل آپ ﷺ مدینہ منورہ سے سہیل بن عمرو کو پیغام بھیجتے کہ زمزم کے پانی کا تحفہ بھیجنا نہ چھوڑنا تو سہیل بن عمرو آپ کو پانی کی دو بڑی مشکیں بھیجتے تھے۔ (۱۰۸)

۱۳۳۔ جب طواف سے فارغ ہو جائے تو جس طرح عام لوگ مسجدوں سے نکلتے ہیں ویسے ہی نکلے، الٹے پاؤں نہ واپس ہو، اور مسجد سے نکلتے وقت اپنے بائیں پیر کو آگے بڑھائے اور پڑھے۔

اللهم صل على محمد، اللهم انى اسألك من فضلك۔

www.islamidawah.com

۱۰۷۔ التاریخ للبخاری، وسنن الترمذی، بروایت عائشہ، دیکھئے الصحیحہ/ ۸۸۳

۱۰۸۔ سنن کبری للبیہقی بسند جید بروایت جابر، اس کی تائید مصنف عبدالرزاق/ ۹۱۲۷ پر مروی ایک مرسل حدیث سے بھی ہوتی ہے، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ سلف امت اپنے ساتھ زمزم کا پانی لے جایا کرتے تھے

www.islamidawah.com